ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

انکارِ حدیث کے رد میں اردو مطبوعات کا تعارفی مطالعہ

(AN ANALYTICAL STUDY OF URDU PUBLICATIONS REFUTING THE DENIAL OF HADITH)

Sadia Sardar
PhD Scholar, Department of Islamic Studies,
Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan.
Email: sadia.sardar843@gmail.com
Dr. Yasir Farooq
Lecturer, Department of Islamic Studies,
Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan.
Email: yfarooq@gudgk.edu.pk

Abstract:
The denial of Hadith began as a movement by the critical thinkers in the subcontinent. It evoked both scholarly and emotional response on a very large scale due to the recognized status of Hadith as the second primary source of Islamic law. Resultantly, an unending stream of literature in the defence of Haith came into being because the rejection of Hadith as a guiding source has been considered a sinful act in the history of Islamic scholars.This study aims to give an introductory review of twenty-eight (28) Urdu publications that targets an intellectual respond to Hadith rejection. These works cover various branches of Hadith studies, including the history and compilation of Hadith, authentication methods, textual integrity, and rational refutations of objections raised by Hadith deniers. The primary target of these texts is to dismiss skepticism and misapprehensions about Hadith through scholastic thoroughness.This research paper concludes that in order to answer the skepticism that is goinig on since 19th century, the scholars never cease to read and write about the refutal of the denial of hadith because the authenticity of hadith has been proven over the decades and is a nucleus of Muslim beliefs.

تعارف موضوع:

برصغیر میں تیرھویں صدی عیسوی میں مسئلہ انکارِ حدیث ایک تحریک کی صورت بن کر ابھرا۔اس مسئلہ کی بنیاد حدیث سے متعلق پیدا کردہ شکوک وشبہات مثلاً حدیث کی حجیت،تدوین،کتابت،سند،متن وغیرہ پر اعتراضات تھے۔اسی دوران ایک ایسا طبقہ بھی پروان چڑھا جنھوں نے خود کو اہلِ قرآن کہتے ہوئے حدیث سے سرِ موانحراف کر لیا۔اس تحریک کے بانی عبداللہ چکڑالوی تھے۔اور یوں یہ مسئلہ بڑھتے بڑھتے نامساعد فتنہ کی شکل اختیار کر گیا جس کی روک تھام کیلئے علماء ومفکرین کی جانب سے حجیتِ حدیث کے اثبات میں تحریری وتقریری شواہد پیش کئے گئے۔چونکہ اس فتنے کی بنیاد برصغیر ہے،اور وہاں کی مروجہ زبان اردو تھی،لہذا اس موضوع پر اردو زبان میں وسیع ذخیرہ تحقیق موجود ہے۔

برصغیر میں انکارِ حدیث کے رد میں اردو زبان میں متعدد علمی کتب اور مقالات لکھے گئے ہیں،جو دفاعِ حدیث کے سلسلے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔یہ کتب نہ صرف حدیث کی تشریعی حیثیت کو واضح کرتی ہیں،بلکہ منکرین حدیث کے اعتراضات کا مدلل،تاریخی اور عقلی تناظر میں جواب بھی فراہم کرتی ہیں۔مسئلہ انکارِ حدیث برصغیر میں پیدا ہونے والی ایسی تحریک ہے جس کے سدباب کیلئے ہر سطح پر کوشش کی گئی کیونکہ حدیث کی استنادی حیثیت تسلیم شدہ ہونے کی بنا اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حدیث شریعتِ اسلامیہ کا دوسرا بڑا ماخذ ہے۔اور حدیث کا سرے سے انکار تو ویسے ہی ناقابل معافی جرم کے طور پر تسلیم کیا جاتا رہا ہے۔یہی وجہ ہے کہ انکارِ حدیث کے رد میں برصغیر میں تحقیقی کاوشیں بروئے کار لائی گئیں۔ان میں سے اہم کتب کا تعارف اس انداز سے مقصد کے تحت پیش کیا جا رہا ہے کہ دفاعِ حدیث میں ان کی علمی افادیت واضح ہو سکے:

مسئلہ انکارِ حدیث کا منظر وپسِ منظر [1]

اس کتاب کے مولف افتخار احمد بلخی ہیں اس کتاب کو مکتبہ چراغ راہ کراچی نے سن 1954ء میں شائع کیا۔اس کے صفحات کی تعداد 582 ہے۔دور عہد رسالت اور عہد خلافت راشدہ مسلمانوں کی تاریخ میں انتہائی سنہرے دور سمجھے جاتے ہیں۔خلافت راشدہ کے ختم ہونے کے ساتھ ہی مختلف فتنے ظاہر ہونے لگے تھے۔انھی میں ایک مسئلہ

---

[1] افتخار احمد بلخی، فتنہ انکار حدیث کا منظر وپسِ منظر (کراچی: مکتبہ چراغِ راہ، 1954ء)۔

انکارِ حدیث بھی ہے اس کتاب میں مسئلہ انکارِ حدیث کے اسباب اور اس کی حقیقت دور بنو امیہ سے لے کر برصغیر میں انگریز حکومت کے قیام تک مختلف تاریخی حالات و واقعات کو سامنے رکھ کر بیان کی گئی ہے۔ افتخار احمد بلخی نے برصغیر میں مسئلہ انکارِ حدیث اور منکرین حدیث کے اعتراضات وشبہات کا مرحلہ وار تفصیلی جائزہ لیا ہے اور اس فتنے کے پس منظر کو تاریخی حوالہ جات سے بیان کیا ہے صفحات کی ضخامت کی وجہ سے اس کتاب کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ لیکن کتاب کا ہر حصہ دوسرے حصے سے مربوط ہے۔ اس کتاب کی ترتیب میں اہم خوبی یہ ہے کہ ہر حصے کے مندرجات کی فہرست کو دوسرے حصوں کے مندرجات کی فہرست کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ہر اہم بحث کے خاتمے پر اس کا خلاصہ بھی مختصر بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے حصہ اول میں مسئلہ انکارِ حدیث کے پس منظر کے عنوان سے مؤلف نے عہد نبوت اور عہد خلافت راشدہ کی خوبیاں بیان کرنے کے بعد یہ واضح کیا ہے کہ بعد کا نظام وراثتی نظام کی بنیاد پر مختلف حکومتوں کی صورت میں قائم ہوا۔ اسی وجہ سے منکرات اور منکرین حدیث کو ان منکرات کی ترویج واشاعت کو فروغ دینے کی وجہ مل گئی اور بہت سے منکرین حدیث وجود میں آئے اور مختلف فتنوں کے دروازے کھلنے لگے۔ مؤلف نے برصغیر میں مسئلہ انکارِ حدیث کا پس منظر سمجھاتے ہوئے ان فتنوں کی جامع تفصیل بیان کی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ حدیث کو مشکوک بنانے کے لیے فتنوں کا آغاز بہت پہلے سے ہو چکا تھا۔ مؤلف نے پس منظر میں برصغیر پاک وہند میں مسئلہ انکارِ حدیث کی تاریخ تفصیل سے بیان کی ہے۔ انگریزی اقتدار میں انکار حدیث کی پہلی آواز کے عنوان سے مولف لکھتے ہیں:

> "انگریزوں کے لائے ہوئے ملحدانہ فلسفہ و نظریات کے دور میں انکار حدیث کی سب سے پہلی آواز وابستگان علی گڑھ کی جانب سے بلند ہوئی۔"[1]

اس سلسلے میں مولوی چراغ علی سر سید احمد خان عبداللہ چکڑالوی اور احمد دین امرتسری کی طرف سے حدیث کو مشکوک بنانے، انکار حدیث اور حدیث کی من مانی تاویلات و تحریفات کی کوششوں کو مرحلہ وار بیان کرنے کے بعد یہ واضح کیا ہے کہ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے انکار حدیث کے علاوہ منکرین حدیث کا اہم مقصد قرآن میں تشکیک پیدا کرنا بھی تھا چنانچہ انہوں نے قرآنی الفاظ کے مفاہیم کو مغربی افکار و نظریات کی روشنی میں متعین کرنے کی بنیاد رکھی۔ اس کتاب کے دوسرے حصے میں مولف نے مسئلہ انکارِ حدیث کے سلسلے میں غلام احمد پرویز اور ادارہ طلوع اسلام کی عملی کوششوں اور نظریات کی تصویر کشی کی اور واضح کیا کہ انکار حدیث اور تشکیک فی القرآن کے لیے پہلے انفرادی کوشش کی گئی لیکن بعد میں اجتماعی جدوجہد، ادارہ طلوع اسلام اور دیگر خدمات ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور کے حصے میں ائی۔

غلام احمد پرویز اور ان کے ساتھیوں کی انکار حدیث اور قرآن مجید میں کی جانے والی معنوی تحریف کی کوششوں کو وضاحت کے ساتھ بیان کرنے کے بعد غلام احمد پرویز کے مختلف دینی عقائد اور اعمال کے بارے میں من گھڑت نظریات اور قلمی کوششوں پر مشتمل تحریری مواد کو بھی اس کتاب میں زیر بحث لایا گیا۔ اس ادارہ طلوع اسلام اور محمد اسلم جیراج پوری کے کردار کو کھول کر بیان کیا گیا اور ضرورت کے مطابق پرویزی خرافات کا رد بھی پیش کیا گیا۔ اس کتاب کے تیسرے حصے میں ادارہ طلوع اسلام کی ذوق دشنام طرازی۔ ملا اور ملائیت کی اصطلاحات کی آڑ میں دین دار طبقے، اسلام اور شعائر اسلام کی توہین کو وضاحت سے بیان کیا گیا۔ پرویز کے اختیار کیے گئے طریقہ کار کی بھی وضاحت کی گئی یعنی جھوٹ، بے بنیاد الزامات اور استدلال و براہین کے ساتھ جو اعتراضات کیے گئے ان کا رد کرنا، حیلہ سازی، مرکز ملت، قرآنی نظام ربوبیت کی خود ساختہ اصطلاحات نیز مذہب کو بھی ہدف تنقید بنا کر غیر قانونی لفظ کے طور پر پیش کیا گیا۔ مؤلف نے پرویز کے عقائدِ باطلہ کو فرداً فرداً بیان کیا اور متوقع مراحل کے عنوان سے واضح کیا کہ طلوع اسلام، قرآنی اسلام کی تجدید کرنا چاہتا ہے۔ مولف کے مطابق اس فتنے کا خاتمہ اقامت دین اور خلافت علی منہاج النبوت کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ آخر میں حجیت حدیث وسنت پر قرآن وحدیث، تاریخی شواہد اور عقلی ثبوت کی روشنی میں واضح دلائل پیش کیے گئے۔ مولف کے مطابق مرض کا علاج کرنے کے لیے صحیح تشخیص ضروری ہے لہذا انکار سنت کے فتنے کی بیماری کی صحیح تشخیص کے کیے بغیر اس کا علاج بھی ممکن نہیں مولف نے بیماری کی صحیح تشخیص کے لیے اس کے علاج کی صورتیں بھی بیان کی ہیں اور حجیت حدیث پر کام کرنے کے مختلف پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ برصغیر میں مسئلہ انکارِ حدیث کے رد میں لکھی جانے والی یہ کتاب اپنا الگ ہی مقام رکھتی ہے اور اس فتنہ کی باریک بینیوں کو سمجھنے اور اس سے نمٹنے کے لیے علمی و عملی تدابیر اور تجاویز بیان کرنے میں اپنی مثال آپ ہے۔

برق اسلام بجواب رسالہ طلوع اسلام[2]

اس کتاب کے مولف مولانا ابو سعید محمد شرف الدین ہیں اور یہ کتاب مکتبہ سعیدیہ مدرسہ فیض الاسلام ملتان سے سن 1953 میں شائع ہوئی اس کتاب کے صفحات کی تعداد 248 ہے۔ منکرین حدیث حافظ محمد اسلم جراج پوری کا ایک مقالہ علم حدیث کے عنوان سے رسالہ طلوع اسلام میں شائع ہوا۔ اس وقت طلوع اسلام دلی سے نکلتا تھا۔ اس

[1] افتخار احمد بلخی، فتنہ انکار حدیث کا منظر وپسِ منظر، ج: ۱، ص: ۶۳۔
[2] مولانا ابو سعید محمد شرف الدین، برق اسلام بجواب رسالہ طلوع اسلام، (ملتان: مکتبہ سعیدیہ مدرسہ فیض الاسلام 1953ء)۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

مقالہ میں حدیث کے بارے میں شبہات پیدا کرنے کی شعوری کوشش کی گئی تھی۔ان شبہات کے زیر اثر مسلمانوں کواس کے اثرات سے محفوظ رکھنے کے لیے تحریری ازالے کی ضرورت تھی۔زیر نظر کتاب اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے لکھی گئی۔کتاب کی ترتیب مضامین کا ربط اور روانی زبان پر مناسب توجہ نہ ہونے کے باوجود بھی اس کتاب کو انکار حدیث کے رد پر مبنی تفصیلی دلائل کی وجہ سے خاص مقام حاصل ہے۔ منکرین حدیث کے تمام اعتراضات کا بالعموم اور اسلم جیراجپوری کے شبہات کا بالخصوص رد پیش کرنے کے لیے اس کتاب کے مولف نے دلائل کی پختگی سے اپنا موقف ثابت کیا ہے۔یہ کتاب اٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔جن میں کتابت حدیث،وضع حدیث،تنقید حدیث،اصول حدیث،دلائل حدیث،قرآن وحدیث،عقل اور حدیث اور رتبہ حدیث کے اہم عنوانات پر روشنی ڈالی گئی۔کتاب کے ابواب کے مندرجات سے حدیث کے مقام اہمیت اور حجیت پر تفصیلی روشنی پڑتی ہے۔اس کتاب میں کتابت حدیث کے عنوان سے منکرین حدیث کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے مولف نے لکھا ہے:

> ”بتائیے جب رسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کی روایت وکتابت کی بنیاد رکھی۔صحابہ کرام نے اس پر عمل کیا۔تابعین نے بھی اس کی پیروی کی اور تدوین کی بنیاد رکھی اور تبع تابعین وغیرہ نے اس کو پایہ تکمیل تک پہنچادیا۔توکیا یہ ساری کاروائی محض ایک کھیل تھا یا دنیاوی شغل تھا۔معاذاللہ ہرگز نہیں۔“[1]

اس کتاب میں اسلم جیراج پوری کے مغالطات کا مدلل جواب موجود ہے۔حجیت حدیث پر تفصیلی دلائل اور زوردار اندازِ بیان کی وجہ سے یہ ایک اہم تالیف ہے۔

قرآنی تعزیرات بجواب پرویزی خرافات[2]

اس کتاب کے مولف منور حسین سیف الاسلام دہلوی ہیں۔اس کتاب کو سن 1957 میں ادارہ فلاح دارین لاہور نے شائع کیا۔اس کے صفات کی تعداد 416 ہے فتنہ انکار حدیث کے رد میں اہم کوشش پر مبنی یہ کتاب تفصیلی مواد کی حامل ہے۔اس میں غلام احمد پرویز کے حدیث کے ساتھ ساتھ قرآن کی مخالفت کو بھی ثابت کیا گیا ہے۔رسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کا محاسبہ کیا گیا ہے۔ جبکہ منکرین حدیث کے اعتراضات کے متعلق جواب بھی دیا گیا ہے۔احادیث اور کتابت حدیث کی عظمت اور مقام ومرتبہ کو واضح کرنے کے علاوہ حدیث (وحی غیر متلو) کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔غلام احمد پرویز کے عقائد باطلہ کی حقیقت کا بیان ہے اور دلائل وبراہین کی روسے محققانہ انداز میں عقائد باطل کی تردید کی گئی ہے۔

فتنہ انکار حدیث[3]

اس کتاب کے مولف علامہ حافظ محمد ایوب دہلوی ہیں۔اس کتاب کو مکتبہ رازی کراچی نے سن 1958 میں شائع کیا۔اس کے صفات کی تعداد ترانوے ہے۔ مسئلہ انکارِ حدیث کے ذیل میں انفرادی کوششوں کے علاوہ اجتماعی کوششیں بھی کی گئی تھیں۔چنانچہ جہاں فتنے کی انفرادی کوششوں کا رد ضروری تھا وہیں ان اجتماعی کوششوں کی تردید بھی لازم تھی اور اس سلسلے میں علماء کرام نے تقریری اور تحریری خدمات انجام دی۔ادارہ طلوع اسلام کے پیش کردہ نظریات باطل کے رد میں محمد ایوب دہلوی نے حجیت حدیث کے دلائل واضح کرنے کے لیے یہ کتاب تحریر کی۔اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا عبدالماجد دریا آبادی لکھتے ہیں:

> ”مصنف کی نظر توماشاءاللہ قرآن وحدیث دونوں پر گہری ہے اور پھر معقولات کے بھی امام فن معلوم ہوتے ہیں اس لیے قدرتاً انہوں نے منکرین حدیث کی ایک ایک دلیل کو لے کر خوب ہی اس پر جرح کی ہے اور بغیر کسی شخصیت کو درمیان میں لائے منکرین کے محض دلائل کو لے کران کو توڑ کے بلکہ چکنا چور کر کے رکھ دیا ہے۔“[4]

اس کتاب کی اہم خوبی یہ ہے کہ مولف نے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حجت ہونے اور احادیث رسول کے موجودہ مجموعہ کے یقینی ہونے اور احادیث رسول کے وجہ العمل ہونے کے قرآنی دلائل بیان کیے ہیں۔ منکرین حدیث کے شبہات کا اور اعتراضات کا محققانہ اور عالمانہ انداز میں جواب دیا ہے اور یہ نشاندہی بھی کی ہے کہ کس طرح منکرین حدیث آیات قرآنیہ کے غلط تراجم پیش کرتے ہوئے اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ رسالت طلوع اسلام،جون،سن 1957 کے باب المراسلات کے جوابات قرآنی آیات کی روشنی میں پیش کیے گئے ہیں۔تاکہ یہ ثابت ہو سکے کہ قرآن مجید کے علاوہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کا نزول رہتا تھا۔جسے قرآن مجید نے حکمت سے تعبیر کیا اور اس کتاب میں کتاب اور حکمت کے فرق کو بیان کر کے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ حکمت ثابت کیا گیا جو قرآن کے

---

[1] مولانا ابو سعید محمد شرف الدین، برق اسلام بجواب رسالہ طلوع اسلام، ص:۸۔
[2] منور حسین سیف الاسلام دہلوی، قرآنی تعزیرات بجواب پرویزی خرافات، (لاہور: ادارہ فلاح دارین، 1957ء)۔
[3] حافظ محمد ایوب دہلوی، فتنہ انکار حدیث، (کراچی: مکتبہ رازی، 1958ء)۔
[4] حافظ محمد ایوب دہلوی، فتنہ انکار حدیث، ص:۷۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

ساتھ رسول کو عطا کی گئی۔اس کتاب کی ترتیب بہت عمدہ ہے اور سلیس اردو میں مرتب کی گئی ہے۔ جس وجہ سے یہ کتاب ہر خاص و عام میں مقبول ہے اور حجیت حدیث کے ادب میں مقام اور وزن رکھتی ہے۔اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے عربی اور انگریزی زبانوں میں ترجمے بھی شائع ہو چکے ہیں۔

قول فیصل[1]

اس کتاب کے مولف ماہر القادری ہیں۔ یہ کتاب مدرسہ اسلامیہ گلبرگ لاہور سے سن 1960ء میں شائع ہوئی۔اس کے صفحات کی تعداد نواسی ہے 79 ہے۔اس مختصر مگر جامع کتاب میں غلام احمد پرویز کے دعوی انکار حدیث اور قرآن مجید میں کی جانے والی معنوی تحریک کے فتنے کے پس منظر کی وضاحت کرنے کے ساتھ ساتھ پرویز کے عقائد باطلہ کی تفصیل اور رد محققانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ مصنف کے مطابق اصلاح اور تبلیغ حق کے لیے ایک ہی طریقہ ہے وہ یہ کہ منکرین پر تنقید کیے بغیر معروف کو پیش کیا جائے۔دوسرا طریقہ یہ ہے کہ معروف کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ منکر کو بھی زیر بحث لایا جائے۔

مصنف نے دوسرا طریقہ اختیار کرتے ہوئے انکار حدیث کے فتنے کی حقیقت واضح کرنے کے لیے اپنے جریدے ماہنامہ فاران کراچی کی دو اشاعتوں میں مضامین لکھے جو کہ کتابی صورت میں اس کتاب میں پیش کیے گئے ہیں۔ مؤلف نے انکار حدیث کے فتنے کے مضمرات و نتائج پر علمی بحث کرنے کے علاوہ بزم طلوع اسلام اور اس کے بانی کا تعارف بھی کرایا ہے۔اس سلسلے میں مؤلف لکھتے ہیں۔

> ''ان حضرت نے 'قرآنی نظام ربوبیت' کی ایک اصطلاح وضع کی ہے اور سینکڑوں صفحات میں اسی 'نظام ربوبیت' کی شرح فرمائی ہے۔ اس شرح اور تفسیر میں قرآنی فکر تو برائے نام ہے۔زیادہ تر پرویز صاحب کے اپنے افکار کی کار فرمائی ہے اور خود ان کے افکار کا ماخذ و منبع مغربیت اور اشتراکیت ہیں اور یہ وہ صاحب ہیں جو فقہ و حدیث پر حجیت کی طنز کرتے ہیں۔ مگر خود انہوں نے افرنگ و روس کے فکر و خیال مانگ تانگ کر جو اپنی بزم (طلوع اسلام) سجائی ہے۔اس پر یہ کسی قسم کا عار محسوس نہیں کرتے۔''[2]

پرویز نے اپنے باطل نظریات کے فروغ کے لیے جو قرآنی اصطلاحات اپنی کتاب 'قرآنی نظام ربوبیت' کے باب چہارم میں پیش کی ہیں۔ان کا تجزیہ کرتے ہوئے مولف نے ان کے درست معانی و مفہوم کو واضح کیا نیز معاشی مسائل اور آزادی رائے کے پرویزی تصورات کا رد بھی اس کتاب میں موجود ہے۔کتاب کے آخری حصے میں سنت رسول کو حجت ماننے کے دلائل قرآن مجید اور عقل کی روشنی میں خالصتاً علمی انداز سے بیان کیے گئے ہیں۔

ضرب حدیث[3]

اس کتاب کے مؤلف حکیم مولانا محمد صادق سیالکوٹی ہیں۔اس کتاب کو مکتبہ کتاب و سنت سیالکوٹ نے مئی 1961 میں شائع کیا۔اس کے صفحات کی تعداد 408 ہے۔یہ کتاب دو مشہور منکرین حدیث عبداللہ چکڑالوی اور غلام احمد پرویز کی خرافات کے جواب میں محمد صادق سیالکوٹی نے قرآنی آیات سے استدلال اور احادیثِ رسول کے حوالوں سے مسئلہ انکارِ حدیث کا رد کر کے حضور کی سنت کو وحی، حجت، ماخذ دین اور قرآن کی وضاحت ثابت کیا جو کہ اس کتاب میں بیان کیے گئے ہیں۔ عبداللہ چکڑالوی کے عقائد باطلہ کے بارے میں مختصراً اور غلام احمد پرویز کی تحریروں کے حوالے سے تفسیر اور اس کے شبہات کا جواب اس کتاب میں درج ہے۔غلام احمد پرویز کے مختلف نظریات مثلاً مرکز ملت کی اطاعت، اقامت صلوۃ کا مفہوم، زکوۃ کا تصور اور قربانی اور حج کے بارے میں بے بنیاد اور من گھڑت دعوؤں کو قرآن و حدیث کی روشنی میں رد کرتے ہوئے اس کتاب میں غلط ثابت کیا گیا اور مؤلف نے مسئلہ انکارِ حدیث اور کمیونزم کی مماثلت بیان کرتے ہوئے یہ وضاحت دی ہے کہ دونوں فتنوں کا مقصد انسان کو مذہب سے دور کرنا، معاش کی فکر میں الجھانا ہے۔یہی وجہ ہے کہ پرویز اور کمیونزم کے عنوان سے مولانا لکھتے ہیں:

> ''یہی کام منکرین حدیث بھی پاکستان میں کر رہے ہیں کہ خود کو داعی نظام ربوبیت کہتے ہیں اور اپنی تحریروں میں بھی عوام کی روٹی کے مسئلے پر بڑا زور دیتے ہیں بلکہ قرآن مجید کے متعدد آیتوں کے غلط ترجمے بھی عوام کے لیے روٹی اور رزق فراہم کرنا کرتے ہیں۔یہاں تک کہ نماز قائم کرنے کے معنی قانونِ ربوبیت کے عین پیچھے چلنا قرار دیتے ہیں۔''[4]

اگرچہ مؤلف نے بڑی محنت سے اس عمل کو سلجھانے کی کوشش کی ہے۔تاہم بعض جگہوں پر زبان کی روانی مفقود ہے۔ غیر معروف الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔ حجیت حدیث اور حجیت سنت کے دعوے کو ثابت کرنے کے لیے حفاظت حدیث، حضور کی طرف سے حدیث لکھنے کے احکام، تدوین حدیث اور مقام سنت کے موضوعات پر سیر حاصل

---

[1] ماہر القادری، قول فیصل، (لاہور: مدرسہ اسلامیہ گلبرگ، 1960ء)۔
[2] ماہر القادری، قول فیصل، ص:۱۹۔
[3] مولانا محمد صادق سیالکوٹی، ضرب حدیث، (سیالکوٹ: مکتبہ کتاب و سنت، 1961ء)۔
[4] مولانا محمد صادق سیالکوٹی، ضرب حدیث، ص:۲۴۸۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

بحث کی گئی ہے۔اور یہ ثابت کیا گیا کہ کتاب اپنے عنوان یعنی ضرب حدیث کے مطابق واقعی منکرین حدیث کے اوپر دلائل کے اعتبار سے کاری ضرب ہے۔

انکارِ حدیث ایک فتنہ ایک سازش[1]

اس کتاب کے مولف پروفیسر محمد فرمان ہیں۔ یہ کتاب مکتبہ مجددیہ نورپور شرقی گجرات سے سن 1964 میں شائع ہوئی۔اس کے صفات کی تعداد 214 ہے۔اس کتاب میں مولف نے مختلف منکرین حدیث جیسا کہ نیاز فتح پوری، غلام احمد پرویز، حافظ محب الحق، تمنا عمادی، مقبول احمد اور اسلم جیراجپوری کی تحریروں کی روشنی میں مسئلہ انکارِ حدیث پر ان کے عقائد ثابت کیے ہیں۔ یہ کتاب واقعات کے اعتبار سے اگرچہ اتنی ضخیم نہیں ہے تاہم معلومات کے ذخیرے کے حوالے سے اہم ہے۔ مولف نے اپنی تحریروں ہی سے ان کے موقف کو جھٹلایا ہے۔ نماز کوۃ، روزہ، موت، زندگی اور آخرت کے تصورات کے بارے میں ان کے خیالات کی تردید کی ہے اور دلائل سے سمجھایا ہے کہ حدیث سے بے نیاز ہو کر ہم قرآنی مفاہیم کو نہیں سمجھ سکتے۔ مؤلف لکھتا ہے:

> ’’ہمیں یہ تسلیم ہے کہ بعض لوگوں نے دنیاوی جاہ و منصب کے لیے حدیث کو نشانہ بنا رکھا ہے۔ بعض نے کسی محبوب کا اشارہ پا کر یہ تحریک شروع کر رکھی ہے۔ بعض نے کم علمی اور اسلام کے سطحی مطالعے کی بنیاد پر یہ روش پسند کر لی ہے۔ لیکن اس فہرست میں چند اور وجوب کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً ایک عرصے سے حدیث کے علم کو محدود حلقوں تک محصور کر دیا گیا ہے اور ان درسگاہوں میں بھی طلبہ کو آخری سال میں حدیث پڑھائی جاتی ہے۔‘‘[2]

مولف نے سادہ لوح علماء کرام کو اپنی تحریروں اور تقریروں میں ہوش و حواس بحال رکھنے کا مشورہ دیتے ہوئے یہ ہدایت کی ہے کہ منکرین حدیث کے زمرے میں بعض بزرگ نادانستہ ہیں۔ کیونکہ ایک طرف ان کے قلم سے اسلامی افکار کی خدمت ہوتی ہے۔ دوسری طرف ان کا قلم روایت پسندی کو ضعف پہنچانے کا کام دیتا ہے۔

یہ کتاب مسئلہ انکارِ حدیث کے رد میں جامع اور موثر مواد کی حامل ہے۔

تفہیم اسلام[3]

اس کتاب کے مؤلف مولانا مسعود احمد ہیں۔اس کتاب کو اہل حدیث اکیڈمی لاہور نے سن 1967ء میں شائع کیا۔اس کے صفحات کی تعداد 567 ہے۔مولانا مسعود احمد نے اس کتاب میں انکارِ حدیث پر لکھی گئی کتاب 'دو اسلام' کے انکارِ حدیث پر مبنی عقائد کے رد میں یہ کتاب لکھی ہے۔ مولف کے مطابق اگرچہ ڈاکٹر غلام جیلانی برق نے 'دو اسلام' میں اپنے بیان کردہ موقف سے رجوع کا اعلان کر دیا ہے۔ تاہم چونکہ ان کی کتاب شرق و غرب میں پھیل چکی ہے اور اس سے مزید لوگوں کے متاثر ہونے کا اندیشہ بھی ہے۔اس وجہ سے اس کتاب کے رد میں اس لکھنے کا فیصلہ کیا گیا۔مزید یہ کہ غلام جیلانی برق کو اگر اپنے عقائد میں کچھ شبہات باقی بھی ہوں تو وہ بھی دور ہو جائیں گے۔لہذا اس کتاب میں غلام جیلانی برق کے اعتراضات کا تفصیلی اور مدلل رد پیش کیا گیا۔ یہ کتاب 20 ابواب پر مشتمل ہے۔ نمایاں ابواب میں حدیث کی تحریف کے اسباب، فن حدیث، ائمہ حدیث اور معتبر راوی موطا اور بخاری پر نظر، محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر "حدیث میں نماز کی صورت"، بہترین عمل اللہ کی عبادت، لفظ مغفرت کی تحقیق، مسئلہ شفاعت، شفاعت قرآن سے متصادم احادیث، غلامی اور اسلام، متضاد احادیث، صحیح احادیث کو تسلیم کرنا پڑے گا وغیرہ شامل ہیں۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق کے سابقہ اعتقادات کے رد میں اپنے انداز کی ایک منفرد تصنیف ہے اور حجیت حدیث میں اپنا اہم مقام رکھتی ہے۔

انکار حدیث؛ حق یا باطل[4]

اس کتاب کے مصنف مولانا صفی الرحمٰن الاعظمی ہیں۔ یہ کتاب مرکزی دارالعلوم ریوڑی تالاب وارانیسی یوپی، ہندوستان سے سن 1974 میں شائع ہوئی۔اس کے صفحات کی تعداد 120 ہے اس کتاب کے مولف کے مطابق انہیں فروری 1974 میں منکرین حدیث کے ساتھ گفتگو کرنے کے لیے ہند کے اضلاع سیونی اور بالا گھاٹ جانا پڑا۔ وہاں تین دن کی بالمشافہ گفتگو کے دوران منکرینِ حدیث کے تمام شبہات کا ازالہ ان کی وساطت سے ہو گیا۔ بعد میں پتہ چلا کہ دوسرے مقامات پر بھی انکارِ حدیث کے شبہات پھیلائے جا رہے ہیں۔ چنانچہ مولف نے تمام شبہات کی ازالے کے لیے ضروری سمجھا کہ اس کتاب کو ترتیب دیا جائے۔ یہ رسالہ اہم نکات پر مشتمل ابحاث پر مشتمل ہے اور وہ یہ ہے کہ قرآن میں سب کچھ ہے، کیا حدیث کی ضرورت نہیں، انکار حدیث کے اصولی دلائل اور ان کا جواب، روایات کی تفصیل، اطاعتِ رسول، منصب رسالت، عذاب قبر اور نماز پنجگانہ کی تفسیر وغیرہ۔ انکارِ حدیث کے سلسلے میں منکرین حدیث کے باہمی تضاد کا تذکرہ بھی اس کتاب میں پایا جاتا ہے۔ چنانچہ منکرین کے نماز

---

[1] پروفیسر محمد فرمان، انکارِ حدیث ایک فتنہ ایک سازش، (گجرات: مکتبہ مجددیہ نورپور شرقی، 1964ء)۔

[2] پروفیسر محمد فرمان، انکارِ حدیث ایک فتنہ ایک سازش، ص: ۲۰۹۔

[3] مولانا مسعود احمد، تفہیم اسلام، (لاہور: اہل حدیث اکیڈمی، 1967ء)، ص: ۲۰۹۔

[4] مولانا صفی الرحمٰن الاعظمی، انکار حدیث؛ حق یا باطل، (ہندوستان: مرکزی دار العلوم وارانیسی یوپی، 1974)۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

کے اوقات کے بارے میں اختلافات وسنت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے مولف لکھتے ہیں:

> ''نماز کے سلسلے میں منکرین حدیث کے درمیان جو سخت، زبردست، بنیادی اور اہم اختلافات پائے جاتے ہیں۔ان سے حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اگر سنت سے آزاد ہو کر قرآن کی تشریح اور تعبیر کر دی جائے تو اسلام کی بنیادی ارکان تک کی آبرو سلامت نہیں رہ سکتی اور امت ایسے شدید اور بحرانی اختلافات کا شکار ہو جائے گی کہ یہود و نصاریٰ کے اختلافات ان کے سامنے ہیچ ہوں گے اور پھر اس امت کے لیے کوئی نقطہ اتحاد اور اجتماع تلاش کرنا ممکن نہ ہو گا۔اس کے بر خلاف سنت کی پابندی اس اختلاف کو اس حد تک محدود کر دیتی ہے کہ اسے قریب قریب ختم ہی کر دیتی ہے۔''[1]

اس کتاب میں منکرینِ حدیث کے اہم شبہات کا احاطہ کر کے ان کا علمی و تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے اور خوبصورت انداز میں بات کو سمجھانے کی وجہ سے یہ کتاب وزن اور اہمیت رکھتی ہے۔

ارشاد القاری الی صحیح البخاری[2]

اس کتاب کے مولف مفتی رشید احمد ہیں۔یہ کتاب ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی نے سن 1979 میں شائع کی۔اس کے صفحات کی تعداد 424 ہے۔اس کے مولف کراچی میں صحیح بخاری کہ مدرس تھے اور یہ کتاب ان کے درس کی تقریر کا مجموعہ ہی ہے جو کہ کتاب الایمان اور کتاب العلم کے مباحث پر مشتمل ہے۔اس کے شروع میں پچپن صفحات پر مشتمل علمِ حدیث پر ایک مقدمہ پیش کیا گیا ہے۔ جس میں خصوصیت کے ساتھ حجیت حدیث پر مستحکم دلائل اور ٹھوس معلومات پر مبنی منفرد مباحث بیان کی گئی ہیں۔ مولف نے منکرین حدیث کے تین بنیادی شبہات، منکرین کے لٹریچر کے حوالے سے پیش کر کے ان کے علمی و تحقیقی انداز سے قرآنی آیات اور عقلی دلائل سے باطل قرار دیے ہیں۔ جن شبہات کا مولف نے رد پیش کیا ہے، وہ یہ ہیں:

1. قرآن سمجھنے کے لیے حدیث کی ضرورت نہیں۔
2. حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو احکام فرمائے ہیں وہ صرف حضور کے زمانے کے ساتھ مخصوص تھے۔
3. حضور کا قول و فعل حجت ہے مگر باوثوق ذرائع سے نہ پہنچنے کے باعث ظنی ہونے کی وجہ سے قابل اعتماد نہیں۔

ٹھوس دلائل اور دلنشین انداز اختیار کرنے کی وجہ سے یہ کتاب حجیتِ حدیث پر مرتب کی گئی ہے اور مواد اساسی ہونے کے علاوہ بیش بہا معلومات کا حامل بھی ہے۔ مولف حجیت حدیث پر خوبصورت دلیل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''اگر اجتہادی غلطی ہوئی ہے یعنی حقیقت میں حدیث قابل اعتبار نہ تھی مگر اسلاف سے غلطی ہو گئی کہ وہ اسے قابل عمل سمجھتے رہے تو غور کرنے کا مقام ہے کہ ساری امت کے متقدمین اور متاخرین علماء و صلحا تمام تر اسلاف اسی اجتہادی غلطی میں صدیوں تک مبتلا رہے۔کسی ایک فرد نے بھی اس غلطی کو محسوس نہیں کیا۔''[3]

تدوین حدیث پر علمی بحث اور حضور کے زمانے میں کتابت حدیث کی تاریخ کو بیان کرنے سے منکرین حدیث کے دعوے کو احادیث یعنی کہ حدیث تیسری صدی میں لکھی گئی کو باطل ثابت کیا گیا۔ حدیث کے اساتذہ اور طلبہ کے لیے مسئلہ انکارِ حدیث سے باخبر رہنے اور حجیت حدیث کے بنیادی اور اساسی دلائل کو سمجھنے کے لیے مقدمہ تالیف افادی حیثیت رکھتا ہے نیز یہ مقدمہ منکرین حدیث کے شکوک و شبہات کی ازالے کے لیے منفرد مقام کا حامل بھی ہے۔

درس ترمذی[4]

اس کتاب کے مولف مولانا رشید اشرف سیفی ہیں۔یہ کتاب مکتبہ دار العلوم کراچی سے سن 1980 میں شائع ہوئی۔دار العلوم کراچی میں مفتی محمد تقی عثمانی کے وہ دروس جو کہ ترمذی پر دیے گئے تھے۔ان کو کتابی شکل میں شائع کیا گیا۔ابتدا میں اس کے مقدمے میں حدیث اور علوم الحدیث، تدوین حدیث، دعوت حدیث اور حجیتِ حدیث کے بارے میں اہم ابحاث کے بارے میں گفتگو کی گئی ہے۔اس میں منکرین حدیث کے اعتراضات بیان کرتے ہوئے حجیت حدیث اور تدوین حدیث کے بارے میں مستند معلومات موجود ہیں۔ منکرین حدیث کے مختلف گروہوں کا تعارف بھی ہے اور ان کے تین بڑے بڑے اعتراضات مثلاً پہلا اعتراض صرف قرآن کی اطاعت واجب ہے،

---

[1] مولانا صفی الرحمٰن الاعظمی، انکار حدیث؛ حق یا باطل، ص: ۱۲۰۔

[2] مفتی رشید احمد، ارشاد القاری الی صحیح البخاری، (کراچی: ایچ ایم سعید کمپنی، 1979ء)۔

[3] مفتی رشید احمد، ارشاد القاری الی صحیح البخاری، ص: ۱۹۔

[4] مولانا رشید اشرف سیفی، درس ترمذی، (کراچی: مکتبہ دار العلوم، 1980ء)۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

دوسرا اعتراض محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشادات صحابہ پر تو حجت تھے لیکن ہم پر حجت نہیں اور تیسرا اعتراض موجودہ حدیث ہمارے پاس قابل اعتماد ذرائع سے نہیں پہنچی۔ اس لیے ہم ان کو ماننے کے مکلف نہیں ہیں۔ان تینوں اعتراضات کی تردید قرآنی آیات اور عقلی دلائل کی روشنی میں کی گئی ہے۔تدوین حدیث کے سلسلے میں حفاظت حدیث کے تین بنیادی طریقوں یعنی حفاظت حدیث، حفظِ روایت، تعامل اور کتابت کا ذکر کرتے ہوئے حدیث کے موضوع پر مختصر لیکن مدلل تحقیق مقدمہ میں شامل کی گئی ہے۔

نصرت الباری فی بیان صحیح البخاری[1]

اس کتاب کے مولف مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری ہیں۔اس کتاب کو ندوۃ المحدثین گجرانوالہ نے سن 1982 میں شائع کیا۔اس کے صفحات کی تعداد 208 ہے۔یہ کتاب ماہنامہ الہدی کے بخاری نمبر مارچ سن 1956 میں مرحلہ وار شائع ہوئی۔مضامین کی اہمیت کے پیش نظر اسے کتابی شکل سن 1958 میں دہلی انڈیا میں دی گئی اور بعد میں پاکستان سے بھی اسے شائع کیا گیا۔اس کتاب میں مسئلہ انکارِ حدیث بالخصوص انکار صحت بخاری کے رد میں علمی و تحقیقی مواد موجود ہے۔یہ رسالہ حجیت حدیث کے ثبوت کے لیے جرح وتعدیل کے اصول پیش کرتا ہے۔امام بخاری کے حالات زندگی، اسفار اور صحیح بخاری کی صحت کے حوالے سے وزنی دلائل اس کتاب میں موجود ہیں۔ انسانی عقل کے غیر معیاری ہونے کے حوالے سے بھی بحث موجود ہے۔جس کا مقصد منکرین حدیث کی اس دعوے کو غلط ثابت کرنا ہے ان کے نزدیک بعض مضامین خلاف عقل ہیں۔

فتنہ انکارِ حدیث[2]

اس کتاب کے مولف مفتی رشید احمد ہیں۔یہ کتاب کتب خانہ مظہری، کراچی سے سن 1982 میں شائع ہوئی۔اس کے صفحات کی تعداد 72 ہے۔اس کتاب میں غلام احمد پرویز اور دیگر منکرینِ حدیث کے انکار حدیث کے حوالے سے شکوک وشبہات کا رد نہایت تفصیل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے اور منکرین حدیث کو منہ توڑ جواب دیا گیا ہے۔اس میں سے دلائل پیش کیے گئے ہیں کہ کوئی صاحبِ حق منکرین حدیث کے فریب میں نہ آسکے۔قرآن و حدیث کے علاوہ عقلی دلائل کی رو سے بھی منکرینِ حدیث کے نظریات کا رد پیش کیا گیا ہے۔

انکارِ حدیث کے نتائج[3]

اس کتاب کے مولف محمد سرفراز صفدر ہیں۔یہ کتاب انجمن اسلامیہ گوجرانوالہ سے سن 1983 میں شائع ہوئی۔اس کے صفحات کی تعداد 178 ہے۔اس کتاب میں مولانا سرفراز صفدر نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ مختلف پہلوؤں پر بحث اور گفتگو کی ہے۔نیز منکرین حدیث کے شبہات کا رد پیش کیا ہے۔اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں منکرین حدیث کے اعتراضات، شبہات، عقائد اور اعمال ان کی اصلی تحریروں کے حوالے کے ساتھ پیش کیے گئے ہیں۔جن منکرین حدیث کے اعتقادات بحوالہ پیش کیے گئے ہیں ان میں عبداللہ چکڑالوی، حافظ اسلم جیراج پوری، نیاز فتح پوری اور غلام احمد پرویز قابل ذکر ہیں۔یہ کتاب انتہائی مدلل اور موثر ہے۔

فتنہ انکار حدیث اور اس کا پس منظر[4]

اس کتاب کے مولف مفتی محمد عاشق الہی ہیں۔اس کتاب کو ادارہ اسلامیات لاہور نے سن 1986 میں شائع کیا۔اس کے صفحات کی تعداد 48 ہے۔یہ کتاب فتن انکارِ حدیث کے پھیلنے اور عام لوگوں پر اس کے اثرات کے اندیشے کے پیش نظر لکھی گئی ہے۔اس میں منکرین حدیث کے اعتراضات کو بیان کر کے ان کا رد پیش کیا گیا ہے۔ منکرینِ حدیث چونکہ حدیث کو مانتے ہی نہیں لہذا ان کے دعوں کو قرآن مجید سے تردید پیش کرتے ہوئے بیان کیا گیا ہے۔منکرین کے کتابتِ حدیث پر اعتراضات کے لیے اس کتاب میں کتابتِ حدیث پر بھی جامع گفتگو کی گئی ہے۔

آئینہ پرویزیت[5]

اس کتاب کے مولف عبدالرحمن کیلانی ہیں۔یہ کتاب مکتبہ الاسلام لاہور سے اکتوبر سن 1987 میں شائع ہوئی۔اس کے صفحات کے تعداد 984 ہے۔حجیت حدیث اور انکار حدیث کے رد جیسے موضوعات پر یہ کتاب مضبوط دلائل، تاریخی حقائق، تفصیلات اور عمدہ اسلوب بیان کی وجہ سے مشہور و معروف کتاب ہے۔چھ حصوں پر مشتمل یہ انسائیکلوپیڈیا نما کتاب اپنی مثال آپ ہے۔اس کے پہلے حصے میں معتزلہ سے طلوع اسلام تک انکار حدیث کی تاریخ بیان کی گئی۔دوسرے حصے میں طلوع اسلام کے نظریات کا رد

---

[1] مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری، نصرت الباری فی بیان صحیح البخاری، (گجرانوالہ: ندوۃ المحدثین، 1982ء)۔
[2] مفتی رشید احمد، فتنہ انکارِ حدیث، (کراچی: کتب خانہ مظہری، 1982ء)۔
[3] محمد سرفراز صفدر، انکارِ حدیث کے نتائج، (گوجرانوالہ: انجمن اسلامیہ، 1983ء)۔
[4] مفتی محمد عاشق الہی، فتنہ انکار حدیث اور اس کا پس منظر، (لاہور: ادارہ اسلامیات، 1986ء)۔
[5] عبدالرحمن کیلانی، آئینہ پرویزیت، (لاہور: مکتبہ الاسلام، 1987ء)۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

پیش کیا گیا۔ تیسرے حصے کا عنوان قرآنی مسائل ہے جس میں کتاب 'قرآنی فیصلے' کے اعتراضات کا مدلل جواب ہے۔ چوتھا حصہ دوام حدیث کے نام سے ہے۔اس میں منکرین حدیث مثلاً جیراج پوری کے مقالات جو کتاب 'مقام حدیث' میں شائع ہوئے ان کا جواب ہے۔ پانچویں حصے میں 'دفاع حدیث' کے نام سے مقام حدیث کی باقی ماندہ مقالات کے اعتراضات کا رد ہے۔اس حصے میں تفصیلی دلائل دیے گئے ہیں۔ چھٹا حصہ طلوع اسلام کے عنوان سے پرویز کے منکرانہ خیالات کی نفی اور تردید کرتا ہے۔اس کتاب میں منکرین حدیث کے نظریات کی خوب بیخ کنی کی گئی اور انکار حدیث کے فتنے کی تاریخ، منکرین حدیث کے افکار و خیالات، ان کے طریقہ کار کی تفصیلات بیان کرنے کے علاوہ اسلم جیراج پوری اور غلام احمد پرویز کی حدیث کے بارے میں شبہات اور اعتراضات کا محققانہ رد پیش کرنا اس کتاب کو ایک خاص ہی مقام دیتا ہے۔الغرض مسئلہ انکارِ حدیث پر یہ کتاب ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔

پرویز اور قرآن[1]

اس کتاب کے مولف مفتی مدرار اللہ مدرار ہیں۔ یہ کتاب کتب خانہ اسلامیہ، مردان سے شائع ہوئی۔اس کے صفحات کی تعداد 208 ہے اور یہ دسمبر سن 1988 میں شائع ہوئی ہے۔ موضوعات پر بات کی جائے تو اس کتاب کے عنوان سے ہی واضح ہے کہ یہ پرویز کی طرف سے قرآنی احکامات کی شدید معنوی تحریفات کے خلاف لکھی گئی ایک عمدہ کتاب ہے۔اس کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوا کہ انکارِ حدیث کے دعوے کو مضبوط بنانے کے لیے بھی پرویز نے قرآن کی تحریف کی۔ درحقیقت وہ منکر قرآن بھی تھا۔

آسمانی فیصلے بجواب قرآنی فیصلے[2]

اس کتاب کو مولف میاں محمد حافظ نوشہروی ہیں۔ یہ کتاب ادارہ عروج اسلام خوشاب سے شائع ہوئی۔اس کے صفحات کی تعداد 168 ہے۔ یہ کتاب غلام احمد پرویز کی کتاب قرآنی فیصلے کے رد میں لکھی گئی ہے۔ جس میں مختلف عبادات اور شرعی احکامات کے بارے میں قرآن مجید کے احکامات کی من مانی تشریحات کی گئی تھی۔ غلام احمد پرویز قرآن مجید کی خلاف ورزی کا بھی مرتکب ہوتا تھا اور احکامات قرآنی یعنی نماز، زکوۃ، قربانی کے احکام، غلاموں اور لونڈیوں کے احکام، ترکہ اور وصیت، یتیم پوتے کی وراثت، ناسخ و منسوخ، مسئلہ تقدیر اور اسی طرح کے دیگر مسائل کے بارے میں قرآن مجید کے احکامات کی غلط تعبیرات کرنا غلام احمد پرویز کا شیوہ تھا۔اس کتاب میں مولف نے احکامات قرآنیہ کے صحیح مفاہیم بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور ان کو سمجھانے کے لیے حدیث کی مسلمہ اہمیت کو پرزور دلائل سے واضح کیا ہے اور یہ ثابت کیا کہ پرویز نے عبادات اور احکامات کہ کو کس طرح توڑ مروڑ کر پیش کر کے غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کی ہے۔

جواہر مضیہ رد نیچریہ[3]

اس کتاب کے مولف فقیر غلام دستگیر ہاشمی صدیقی حنفی قصوری ہیں۔ یہ کتاب لاہور سے شائع ہوئی اس کے صفحات کی تعداد 92 ہے۔اس کتاب کے لکھنے کا مقصد سر سید احمد خان کہ ان خیالات اور اعتقادات کا رد ہے جو انہوں نے پرچہ تہذیب الاخلاق 15 ربیع الاول 1290 ہجری میں سے ایک صحیح حدیث 'من تشبہ بقوم فھومنھم' کے بارے میں پیش کیے اور کفار کے شعار میں مشابہت کی ہر قسم کو روا کر دیا۔اس کتاب میں مولف کے وہ خطوط بھی لکھے گئے جو سر سید احمد خان کے لئے لکھے اور سر سید کے جوابی خطوط بھی اس کتاب میں شامل کیے گئے۔ جن میں سر سید نے رسالہ تہذیب الاخلاق میں شائع ہونے والے اپنے اعتقادات کو دہرایا۔ صحیح حدیث کی انکار کے علاوہ سر سید کے دیگر اعتقادات جن کا ذکر جنھوں نے اپنی تفسیر میں کیا ہے ان کا رد اس کتاب میں سر سید کی تفسیر کے حوالے سے دیکھ کر قرآن و سنت کی روشنی میں بڑے زوردار الفاظ اور ذہن کو اپیل کرنے والے دلائل سے کیا ہے۔ مسلمانوں کو ان نظریات باطلہ، قرآن و حدیث کی واضح احکامات کے انکار اور ان کی من مانی تاویل سے بچانے کے لیے تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔ مولف کے ساتھ اس رسالہ کی طباعت و اشاعت کے لیے بعض اہل سنت مسلمانوں نے مدد کی۔ ایک رسالے کی کاپیاں مفت تقسیم بھی کی گئی تھیں۔

اسلام اور اقلیت[4]

اس کتاب کے مولف مولانا اشرف علی تھانوی ہیں۔ یہ کتاب ادارہ اشرفیہ لاہور سے شائع ہوئی۔ مولانا اشرف علی تھانوی کا شمار اپنے عہد کے برصغیر کے چوٹی کے علماء کرام میں ہوتا تھا۔ مولانا تھانوی دینی موضوعات پر متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔اس کتاب میں آپ نے دیگر موضوعات کے علاوہ مسئلہ انکارِ حدیث پر بھی تفصیلی گفتگو کی ہے۔ جو کہ 74 صفحات پر مشتمل ہے۔اس کتاب میں انکار حدیث کے اسباب کے ساتھ ساتھ منکرین حدیث کے انکار حدیث کے متعلق دلائل بھی بیان کیے گئے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

---

[1] مفتی مدرار اللہ مدرار، پرویز اور قرآن، (مردان: کتب خانہ اسلامیہ، 1988ء)۔
[2] میاں محمد حافظ نوشہروی، آسمانی فیصلے بجواب قرآنی فیصلے، (خوشاب: ادارہ عروج اسلام، 1987ء)۔
[3] فقیر غلام دستگیر ہاشمی، جواہر مضیہ رد نیچریہ، (لاہور: مکتبہ الاسلام، 1986ء)۔
[4] مولانا اشرف علی تھانوی، اسلام اور اقلیت، (لاہور: ادارہ اشرفیہ، 1997ء)۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

1. حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت حدیث سے منع فرمایا۔
2. خلفاء حدیثوں کو قابل حجت نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ نے حدیث کی روایت سے منع فرمایا اور روایت کرنے والوں کو سزا دی۔
3. حضرت عثمانؓ حدیثوں کو قبول نہیں کرتے تھے۔
4. بعض حدیثیں ایسے صحابہ سے مروی ہیں جن کو قرآن نے مردود الشہادت قرار دیا ہے۔
5. خود صحابہ اور ائمہ نے بعض حدیثوں کے نسبت بری رائے ظاہر کی۔
6. احادیث کی تدوین حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی صدی کے بعد ہوئی۔

مولف نے منکرین حدیث کے درجہ بالا شبہات اور اعتراضات کا علیحدہ علیحدہ رد پیش کیا ہے اور منکرین حدیث کے استدلال کو جھوٹ اور لغو ثابت کیا ہے۔ مزید براں حضور ﷺ کی پیغمبرانہ حیثیت اور حدیث کی اہمیت کو قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کیا ہے۔

مکانۃ الحدیث فی التشریع الاسلامی المعروف بہ "حدیث رسول ﷺ اور پرویز"[1]

اس کتاب کے مولف محمد بن عبد اللہ شجاع آبادی ہیں۔ یہ کتاب لاہور سے شائع ہوئی۔ اس کے صفحات کی تعداد 55 ہے۔ یہ مختصر کتاب غلام احمد پرویز کی انکارِ حدیث کے فتنے کے خلاف لکھی گئی۔ اس میں پرویز کی ابتدائی زندگی اور اس کے اعتقادات بیان کر کے ان کی نفی اور رد پیش کیا اور ضرورت رسول ﷺ، حیثیت رسول ﷺ، مقام رسول ﷺ، ایمان بالرسول ﷺ، الوحی الی الرسول ﷺ کے عنوانات قائم کر کے قرآن سے ہی رسول ﷺ کی حیثیت اور مقام و منصب بیان کرتے ہوئے حدیث کا وحی ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ کتاب کے آخر میں کتابتِ حدیث پر بھی مختصر بحث کر کے منکرین حدیث کے دعوے کا ابطال کیا گیا ہے۔

فتنہ انکار حدیث اور اسلام[2]

اس کتاب کے مولف الشیخ عبد العزیز ابن باز ہیں۔ اس کا ترجمہ عبد الستار حماد نے کیا۔ یہ کتاب مرکز الدراسات الاسلامیہ، میاں چنوں سے شائع ہوئی۔ اس کے صفحات کی تعداد 32 ہے۔ برصغیر میں مسئلہ انکارِ حدیث کے رد میں اس کتاب کے مترجم نے عالمِ اسلام اور سعودی عرب کے مشہور عالم شیخ عبد العزیز ابن باز کے حجیت حدیث کے موضوع پر لکھے گئے مقالے کا اردو میں ترجمہ پیش کیا۔ مترجم نے مقالے کے اردو ترجمے سے پہلے انکار حدیث پر مبنی پرویز کے فتنے کا تعارف اور تفصیل اس کی اپنی تحریروں کے حوالے سے بیان کی ہے۔ اس کتاب میں مولف نے شریعت مطہرہ کے چاروں بنیادی ماخذ کا ذکر کرنے کے بعد دوسرے ماخذ یعنی سنت مبارکہ کی حجیت کو قرآن کریم اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کرتے ہوئے علمی دلائل پیش کیے ہیں۔ مزید براں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حجت شرعی ہونے کے سلسلے میں اصل مقالے میں دیے گئے دلائل میں ایک خوبی اور انفرادیت یہ ہے کہ صحابہ کرام، تابعین اور بعد میں انے والے حضرات کے عمل اور اقوال کی تفصیل پیش کی گئی ہے۔ صحابہ کرام بالخصوص خلفائے راشدین کے مختلف فیصلوں کو اس سلسلے میں مثال بنا کر پیش کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد مختلف امور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو معلوم کر کے ہی فیصلے کیے جا سکتے ہیں۔ اگرچہ مولف کے پیش نظر برصغیر کے منکرین حدیث نہیں تھے تاہم حجت حدیث کے بارے میں دیے گئے دلائل تمام منکرین حدیث کے اعتراضات اور شبہات کا رد پیش کرتے ہیں۔

مسٹر پرویز کا خط اور اس کا جواب[3]

اس رسالہ کے مولف محمد عبد الرشید نعمانی ہیں۔ اس رسالہ کو شعبہ تصنیف مدرسہ عربیہ اسلامیہ جامع مسجد نیوٹاؤن کراچی نے شائع کیا۔ اس کے صفحات کی تعداد 39 ہے۔ پمفلیٹ 'علمائے حق کا متفقہ فتوی پرویز کافر ہے' کے جواب میں غلام احمد پرویز نے مفتی محمد شفیق کو ایک خط لکھا اور چند وضاحتیں پیش کیں مزید یہ کہ کفر کے فتوے پر اپنی ناراضگی کا اظہار بھی کیا۔ اس کے خط کے جواب میں مولانا عبد الرشید نعمانی نے یہ رسالہ تالیف کیا۔ اس میں پرویز کے عقائد باطلہ کی مختصر تفصیل حوالہ جات کے ساتھ پیش کی گئی ہے اور اس کے حدیث کے بارے میں عقائد باطلہ کا علمی جواب بھی پیش کیا گیا ہے اور واضح کیا گیا ہے کہ مسٹر پرویز پر کفر کا فتوی پوری احتیاط کے ساتھ لگایا گیا ہے۔

بخاری کی دو روایات پر علمی تنقید پر تنقید[4]

اس رسالے کے مؤلف مفتی اللہ بخش ہیں۔ اسے دار الحدیث محمدیہ ملتان نے شائع کیا۔ اس کے صفحات کی تعداد 32 ہے۔ مولف کے مطابق تمنا عمادی نے منکرین حدیث کی

---

[1] محمد بن عبد اللہ شجاع آبادی، مکانۃ الحدیث فی التشریع الاسلامی المعروف بہ "حدیث رسول ﷺ اور پرویز، (لاہور: مکتبہ الاسلام، 1987ء)۔
[2] الشیخ عبد العزیز ابن باز، فتنہ انکار حدیث اور اسلام، (میاں چنوں: مرکز الدراسات الاسلامیہ، 1987ء)۔
[3] محمد عبد الرشید نعمانی، مسٹر پرویز کا خط اور اس کا جواب، (کراچی: شعبہ تصنیف مدرسہ عربیہ اسلامیہ، 1989ء)۔
[4] مفتی اللہ بخش، بخاری کی دو روایات پر علمی تنقید پر تنقید، (ملتان: دار الحدیث محمدیہ، 1994ء)۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

پہلی چالوں کے علاوہ ایک نئی چال یہ بھی چلی کہ انکارِ حدیث کو علمی رنگ دینے کی کوشش کی جائے۔ اس نے صحیح بخاری کے ثقہ راویوں کو ناقابل اعتماد بنا کر دوسری کتب حدیث کے راویوں پر بھی اعتماد اٹھوا کر کتب حدیث سے اعتماد ختم کرنے کی کوشش کی۔ م صنف نے مستند حوالوں سے تمنا عمادی کے عقائد باطلہ اور ان کی انکار حدیث کی کوشش کو پیش کیا۔

سنت اور اتحاد ملت[1]

اس کتاب کے مولف عبدالغفار حسن ہیں۔ اسے فیصل اباد سے شائع کیا گیا۔ یہ مختصر سالہ 15 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں جامعہ تعلیمات اسلامیہ، فیصل اباد کے ماہانہ تربیتی اجتماع میں مولانا عبدالغفار حسن کی ایک تقریر کو تحریری صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ جس میں انکار سنت کے حاملین کے بعد شبہات اور مغالطوں کی ازالے کی وضاحت پیش کی گئی ہے۔

"حجیت حدیث" از مولانا محمد اسماعیل سلفی[2]

''حجیت حدیث'' علامہ محمد ناصر الدین البانی، شیخ الحدیث محمد اسماعیل سلفی کی دفاع و حجیت حدیث کے موضوع پر اہم مقالات کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب کے حصہ اول میں علامہ ناصر الدین البانی کے تین رسالوں کا اردو ترجمہ شامل ہے۔ اور دوسرا حصہ مولانا محمد اسماعیل سلفی کے حجیت حدیث کے موضوع پر پانچ مقالات پر مشتمل ہے۔ اس میں مولانا سلفی کا ''حسن البیان فیما سیرۃ نعمان'' کے لیے لکھا گیا وقیع مقدمہ بعنوان ''درایت اور فقہ راوی'' بھی شامل ہے۔ یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک اہم دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔

علامہ ناصر الدین البانیؒ کے پہلے رسالہ میں اسلام میں سنت نبوی کا مقام صرف قرآن پر اکتفاء کی تردید، قرآن سے سنت کا تعلق، فہم قرآن کے لیے سنت کی ضرورت اور اس کی مثالیں، سنت کو چھوڑ کر قرآن پر اکتفاء کرنا گمراہی ہے، فہم قرآن کے لیے زبان دانی کافی نہیں اور حدیث معاذ پر بحث جیسے عنوانات شامل ہیں۔

دوسرے رسالہ میں عقائد میں حدیث آحاد سے استدلال واجب ہے، مخالفین کے شبہات کا جواب، اور مخالفین کے شبہات کے جواب کی بیس وجوہات بیان کی گئی ہیں۔

تیسرا رسالہ عقائد و احکام کے لیے حدیث ایک مستقل حجت سے متعلق ہے جو چار فصول پر مشتمل ہے۔

پہلی فصل حدیث کی طرف مراجعت کا وجوب اور اس کی مخالفت کی حرمت، قرآن کا حدیث رسول سے فیصلہ کرانے کا حکم، ہر چیز میں نبی ﷺ کی اتباع کی دعوت دینے والی حدیثیں، نصوص کا خلاصہ استدلال، متاخرین کا سنت کو حکم بنانے کے بجائے خود اس پر حاکم بن جانا اور متاخرین کے یہاں حدیث کی اجنبیت جیسے عنوانات پر مشتمل ہے۔

دوسری فصل میں حدیث پر قیاس وغیرہ کی تقدیم کا بطلان اور حدیث پر اصول اور قیاس کو مقدم کرنے کی غلطی کا سبب شامل ہے۔

تیسری فصل میں عقائد اور احکام دونوں میں خبر واحد کی حجیت اور اس سے متعلق شبہ کا ازالہ، خبر واحد کی حجت نہ ہونے کا عقیدہ وہم و خیال کی بنیاد پر ہے، خبر واحد سے عقیدہ حاصل کرنے کے وجوب پر دلیلیں، امام شافعی کا خبر واحد سے عقیدہ کا اثبات، عقیدہ کے لیے خبر واحد کو دلیل نہ بنانا بدعت محدثہ ہے، بہت سی اخبار آحاد کا علم اور یقین کا فائدہ پہونچانا، افادہ علم میں خبر شرعی کو دوسری خبروں پر قیاس کرنے کا فساد اور حدیث کے بارے میں بعض فقہاء کے موقف اور سنت سے ان کی ناواقفیت کی دو مثالیں پیش کی گئی ہیں۔

چوتھی فصل میں تقلید اور تقلید کو مذہب و دین بنا لینا، تقلید سے ائمہ کی ممانعت، علم صرف اللہ اور رسول کا قول ہے، اہل مذاہب کی اجتہاد سے جنگ اور ہر شخص پر تقلید کا ایجاب، اپنے ائمہ کے لیے تعصب کرنے میں مقلدوں کا انہیں کی مخالفت کرنا اور ان کی تقلید کو فرض کرنا، مقلدین میں اختلاف کی کثرت اور اہل الحدیث میں اس کی قلت، تقلید کی تباہ کاریاں اور مسلمانوں پر اس کے برے اثرات اور مہذب مسلمان نوجوان کے آج کا فریضہ جیسے عنوانات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

اس کے بعد پانچ مقالات لکھے گئے ہیں جو کہ مولانا اسماعیل سلفیؒ نے تحریر کئے۔

1۔ پہلا مقالہ حدیث کی تشریعی اہمیت کے عنوان سے ہے جس میں خبر، اثر، سنت، سنت کی حیثیت، سنت قرآن میں، قرآن اور اس کا تواتر، منکرین سنت کے شبہات، حدیث کے متعلق ظنی ہونے کا شبہ، ظن کی علمی تحقیق، شریعت اسلامیہ میں ظن کی اہمیت، شہادت، تحکیم، عجمی سازش اور دینی علوم، دور تدوینِ حدیث، قراء سبعہ، علم اور جہالت میں فرق جیسے عنوانت پر گفتگو کی گئی ہے۔

2۔ دوسرے مقالہ میں تحریک انکار حدیث کی رفتار، اجتماعی اجتہاد، حدیث کی تحقیق موجودہ دور میں، علم حدیث متحرک علم ہے، اصول روایت، اہل مدینہ کے عمل کے

---

[1] عبدالغفار حسن، سنت اور اتحاد ملت، (فیصل اباد: جامعہ تعلیمات اسلامیہ، 1998ء)۔

[2] اسماعیل سلفیؒ، حجیت حدیث، (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، 1981ء)، ص 1۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

اجزائے ترکیبی، خبر آحاد، صدق کے قرائن، متاخرین فقہاء، رواۃ کی عصمت، آحاد کے متعلق اختلاف اور خرابی کا پہلا، دوسرا، تیسرا اور چوتھا دور، درایت اور نفقہ، مولانا مودودی اور مولانا اصلاحی، احادیث میں یقین اور ظن اور فن حدیث اور عقل جیسے موضوعات پر محمد اسماعیل سلفیؒ نے سیر حاصل بحث کی ہے۔

3۔ تیسرا مقالہ سنت قرآن کے آئینہ میں، وحی کے مختلف طریقے، قرآن مجید میں احادیث کا تذکرہ، انکار حدیث کا پس منظر اور قرآن و حدیث کا باہمی ربط جیسے عنوانات پر مشتمل ہے۔

4۔ چوتھا مقالہ ائمہ حدیث کی دور اندیشی، جہل بالقرآن اور انکار حدیث، اصول حدیث میں وسعت، رد و قبول کے اسباب کا تجزیہ جیسے عنوانات کا مجموعہ ہے۔

5۔ پانچواں مقالہ میں فقہ کیا ہے ؟اس کی شرعی اصطلاح، فقہ الاجتہاد، فقہ التقلید، الدرایۃ، فقہاء عراق، فقہ راوی، نقد روایات اور فقہ، فقہ راوی کا اثر وغیرہ بیان کئے گئے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ سرسید اور ان کے رفقاء، سرسید کی نیچر اور شبلی کی درایت، درایت اور برادران احناف اور حضرت مولانا عبدالعزیزؒ کے حوالہ سے گفتگو کی گئی ہے۔حدیث نبوی کی حجیت اور اہمیت پر حضرت مولانا اسماعیل سلفیؒ کی یہ بڑی معرکۃ آراء کتاب ہے۔آغاز کتاب میں مولانا نے ما يجب استحضارة اولاً کے عنوان سے اس تشویش کا اظہار کیا ہے کہ حدیث نبوی کے خلاف جس قدر لٹریچر شائع ہو رہا ہے اور جس عجلت سے شائع ہو رہا ہے اور جس لب و لہجہ میں شائع کیا جا رہا ہے وہ اصحاب سنت سے مخفی نہیں اور اس کے متعلق جس قدر ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے جو قرآن و سنت کو تاویل اور تقلید کے بغیر مانتے ہیں وہ ارباب سنت والحدیث پر مخفی نہیں نیز اس میں جس قدر تساہل برتا جا رہا ہے وہ بھی پوشیدہ نہیں۔[1]

زندہ جماعتوں کے لیے اس قسم کا اغماز اور تساہل جس قدر مضر ہے اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ اصحاب فکر و دانش میں حضرت اسماعیل سلفیؒ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ نے یکے بعد دیگرے کئی اہم مقالہ جات حجیتِ حدیث سے متعلق شائع کیے۔حدیث کی تشریعی اہمیت کے دیباچہ میں مولانا نے تحریر فرمایا ہے کہ عدالتوں کے ذمہ دار افراد بھی بے باک ہوتے جا رہے ہیں اور حدیث نبوی کی اہمیت کو تسلیم کرنے میں متاہل ہیں۔مولانا نے بیان فرمایا ہے کہ ان ایام میں جسٹس محمد شفیع صاحب آف لاہور ہائی کورٹ کا ایک فیصلہ مولانا کی نظر سے گزرا وہ بے حد غیر معتدل اور ایسے بڑے آدمی کے علمی مقام سے بہت پست تھا۔ چنانچہ اس کا تعاقب ضروری تھا۔[2]

آغاز کتاب میں آپ نے خبر، اثر، حدیث، سنت، ان اصطلاحات پر آپ نے بعض اکابرین کی عبارات پیش فرما کر تشریح و توضیح فرمائی ہے۔ان اصطلاحات کی روشنی میں آپ نے اہل سنت، اہل حدیث اور اہل الاثر کے بارے میں بھی اظہار خیال فرمایا ہے۔[3]اس کے بعد آپ نے انکار حدیث کے فتنہ کی نشاندہی فرمائی ہے منکرین حدیث کے بعض شبہات کا علمی جواب دیا ہے اور حدیث کے متعلق ظنی ہونے کے شبہ کا ازالہ فرمانے کے لیے ظن کی علمی تحقیق فرمائی ہے۔اس کتاب میں مولانا نے یہ انکشاف بھی فرمایا ہے کہ انکار حدیث کا فتنہ تو کافی پرانا ہے مگر ادارہ طلوع اسلام اور حافظ اسلم جیراجپوری پہلا گروہ ہے جس نے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو عجمی سازش قرار دیا ہے۔ حضرت سلفی رحمہ اللہ نے اس پر محاکمہ کیا ہے کہ حدیث نبوی پر یہ بہتان ہے کہ اہل عجم نے اس ذخیرہ حدیث میں تشکیک پیدا کرنے کے لیے کوئی تخریب کاری کی۔[4]

مولانا نے یہ ثابت کیا ہے کہ اہل عجم نے اپنے فاتحین کا مذہب قبول کیا پھر ان کے علوم کی اس قدر خدمت کی کہ فاتحین اپنے علوم کی حفاظت سے بے فکر اور کلی طور پر مطمئن ہو گئے۔ پھر ان عرب فاتحین نے ان میں سے اکثر علوم اور علماء کی سرپرستی کی۔ مولانا نے حسب ذیل عبارت ابن خلدون کی نقل کی ہے۔"

"عرب بادشاہوں نے علوم کو ان لوگوں کے سپرد کر دیا جو ان کی پوری طرح حفاظت کر سکیں یہ لوگ سب عجمی اور موالی تھے اور یہ بادشاہ ان علماء کے حقوق کا پورا احترام کرتے تھے اور ان کی خدمات کی قدر کرتے تھے اور قطعی طور پر ان کو حقیر نہیں سمجھتے تھے کیونکہ وہ ان کے علوم اور دین کے محافظ تھے۔"[5]

مولانا نے بڑے نادر انداز میں داد تحقیق دی ہے کہ حدیث نبوی کو عجمی سازش کہتے ہیں مگر قرآن مجید جس کے تواتر لفظی پر منکرین حدیث کا بھی اتفاق ہے۔ وہ بھی فارسی اثرات سے محفوظ نہیں۔ مولانا نے فرمایا ہے کہ قرآت اور فن تجوید ہم تک سبعہ قراء کی معرفت پہنچا اور ان کی اکثریت عجمی ہے۔یعنی جس تواتر پر منکرین حدیث کو ناز ہے اس کی کلید عجمیوں کے ہاتھ میں ہے۔اس کے بعد آپ نے قراء سبعہ فہرست پیش فرمائی ہے اور ثابت کیا ہے کہ ان کی اکثریت عجمی ہے۔[6]اسی طرح ابن خلدون مقدمہ کے

---

[1]سعدیہ ارشد، مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ، (لاہور: دارالدعوۃ السلفیہ، 2010ء)، ص107۔
[2]اسماعیل سلفیؒ، حجیت حدیث، ص8۔
[3]سعدیہ ارشد، مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ، ص108۔
[4]اسماعیل سلفیؒ، حجیت حدیث، ص10۔
[5]ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، (بیروت: مکتبہ احیاء التراث، س ن)، ص540۔
[6]سعدیہ ارشد، مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ، ص110۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

صفحہ 500 پر رقمطراز ہیں، سیبویہ، ابو علی فارسی اور ان کے بعد زجاج یہ نسلاً عجمی ہیں۔ اس کتاب میں ابن خلدون کا یہ قول ہے کہ

> ”علمائے اصول فقہ اور متکلمین سب عجمی تھے اور مفسرین قرآن کی اکثریت عجمی ہے۔ عقلی علوم میں عرب قلیل اور نادر ہیں۔ اگر ان میں کوئی نسبت کے لحاظ سے عربی ہے تو لغت، تربیت اور شیوخ کے لحاظ سے عجمی ہے۔ حالانکہ ملت عربی ہے اور نبی بھی عربی“[1]

اس حوالہ سے مولانا نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ بزم طلوع اسلام کے لوگ حدیث نبوی کو عجمی سازش کہہ رہے ہیں۔ اسلام کی پوری علمی جائیداد پر عجمیوں کا قبضہ ہے۔ اس صورت میں تو گویا سارا اسلام ہی خدانخواستہ سازشوں کے چکر میں ہے۔[2] اس کے بعد مولانا نے منصبِ رسالت نمبر کے حوالہ سے مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے جج میاں محمد شفیع صاحب کی ایک عبارت نقل کی ہے جس میں موصوف فرماتے ہیں:

> ”میں اس بات کے حق میں نہیں ہوں کہ محدثین کی جمع کردہ احادیث کو اسلامی قانون کے سرچشموں میں سے ایک سرچشمہ تسلیم کر لیا جائے جب تک اس کی دوبارہ جانچ پڑتال نہ کر لی جائے اور یہ پڑتال بھی کسی تنگ نظری یا تعصب پر مبنی نہیں ہونی چاہیے بلکہ ان تمام قواعد و شرائط کو بھی از سرِ نو استعمال کرنا چاہیے۔“[3]

مولانا سلفی رحمہ اللہ نے جسٹس صاحب کی بڑے اچھوتے انداز میں خبر لی ہے فرماتے ہیں۔

> ”جسٹس محمد شفیع صاحب بڑی اونچی اور مستند جگہ سے بولے تھے۔ خیال تھا کوئی تعمیری اور کام کی چیز ارشاد فرمائیں گے۔ لیکن غور فرمائیں گے تو یہ حقیقت واضح ہو گی کہ ان کی معلومات پرویز صاحب کی ترجمانی اور مولوی محمد علی لاہوری کی نقالی سے زیادہ نہیں اور وہ بھی یک طرفہ، کاش وہ ائمہ سنت اور ناقدین حدیث سے براہ راست سنتے۔“[4]

جسٹس محمد شفیع صاحب نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بعض احادیث غسلِ جنابت اور میاں بیوی کے باہمی تعلقات کے ذکر کرنے کے بعد ان احادیث پر تشکیک کا اظہار کیا ہے۔ مولانا نے جواباً ارشاد فرمایا ہے کہ اتنے بڑے منصب کے آدمی سے مہمل تنقید کی امید نہیں کی جا سکتی تھی۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ گفتگو میں عریانی اخلاقاً معیوب ہے لیکن جب ضرورت داعی ہو تو پھر یہ عریانی کا تذکرہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہو جاتا ہے۔ جس طرح زنا بالجبر کے مقدمات میں عدالت جزئیات کو زیر بحث لاتی ہے اور جس طرح قرآن نے مریم بنت عمران کی پاک دامنی پر تہمت کو صاف کیا ہے۔ اسی طرح قرآن نے عورتوں کے مخصوص مسائل پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ چیزیں عریانی میں نہیں آتیں بلکہ یہ ناگزیر حقائق ہیں۔[5]

مولانا نے جج صاحب موصوف کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ آپ ساری عمر انگریزی قانون، انگریزی زبان میں پڑھتے رہے۔ پھر ملازمت کرتے ہیں اور پھر ریٹائر ہوتے ہیں۔ اب آخری فرصت کی گھڑیاں جو آپ کو عبادت کے لیے قدرت نے عطا کی ہیں، سنت پر اعتراض اور بحث پر صرف کرتے ہیں اور اہلِ فن کی نظر میں مضحکہ خیز بنتے ہیں۔ یا پھر اونچی کرسیوں سے اس شریف فن پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ حالانکہ آپ ایک خاص قانون کے ماہر ہیں۔ علوم الحدیث سے واقف نہیں۔ کرسی کی آڑ میں شکار مناسب نہیں۔ آپ اپنے مقام سے نیچے آیئے اور اہل فن کے ساتھ بیٹھ کر اس کی مشکلات اور اس کے آداب ولوازم اور پھر اس کے نتائج پر غور فرمایئے پھر اگر آپ کا ضمیر مطمئن نہ ہو تو شرح صدر سے تنقید فرمایئے۔[6]

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ نے ”الاعتصام“ میں ”حدیث کا مقام قرآن کی روشنی میں“ کے عنوان سے چند مضامین تحریر فرمائے تھے۔ ان مضامین کی افادیت کے پیش نظر احباب جماعت نے مطالبہ کیا کہ مولانا اس پر نظر ثانی فرمائیں اور ان مقالہ جات کو کتابی صورت میں شائع کیا جائے۔ عدیم الفرصتی کی بنا پر مولانا موصوف نے اسی کام کو التوا میں رکھا اور جب فرصت دستیاب ہوئی آپ نے ان مضامین میں ترمیم و اضافہ فرمایا تو مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور نے شائع کیا۔

حضرت مولانا محمد ابراہیم کیرپوریؒ نے اس کتاب کا افتتاحیہ تحریر کیا ہے جس میں انہوں نے تحریر کیا ہے کہ ”نقلی مسیح اور امن پسند مہدی“ کے انداز کا ایک فتنہ جنم لے رہا ہے۔ یہ فتنہ انکار حدیث ہے۔ اس فتنے کا بانی اپنے غلط اور مغالطہ آمیز استدلال کی وجہ سے نئے تعلیم یافتہ طبقے کو متاثر کر کے اخلاقی بے راہ روی کے لیے میدان ہموار کر رہا

---

[1] ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، ص500۔
[2] اسماعیل سلفیؒ، حجیت حدیث، ص86۔
[3] اسماعیل سلفیؒ، منصب رسالت نمبر، (لاہور: رسالہ ترجمان القرآن)، ص276۔
[4] اسماعیل سلفیؒ، حدیث نبوی کی تشریعی اہمیت، (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، 1984ء)، ص85۔
[5] مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ، حدیث کی تشریعی حیثیت، ص109۔
[6] مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ، حدیث کی تشریعی حیثیت، ص14۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

ہے۔اسلام کے نام پر یہ لوگ جو الحاد پھیلا رہے ہیں وہ اسلام کے خلاف سابقہ فتنوں سے زیادہ مہلک ہے اور اسلام کی بنیادی اقدار کے لیے تباہ کن ہے۔[1]

مولانا حافظ کمیر پوریؒ نے منکرین حدیث کے بعض ائمہ تلبیس کی نشاندہی بھی کی ہے کہ ہندوستان میں منکرین حدیث کے امام مولوی عبد اللہ چکڑالوی ہیں اور ان کے خلفاء میں خواجہ احمد دین امر تسری، مولوی محمد رمضان (گوجرانوالہ) مولوی حشمت علی گرداسپوری ہیں۔ان لوگوں کے خیالات کی اشاعت میں حافظ محبوب الحق بہاری علامہ اسلم جیراجپوری اور تمنا عمادی کی کوشش کو بہت دخل ہے۔اس فتنے کو جدید رنگ (Modernise) دینے کا سہرا غلام احمد پرویز کے سر ہے۔جس کا مبلغ علم قرآن مجید کے تراجم، انسائیکلوپیڈیا اور اردو لٹریچر تک محدود ہے، لیکن اس علمی بے بضاعتی کے باوجود انہیں مزاج شناس قرآن ہونے کا دعویٰ اور معارف قرآن لکھنے کا شوق ہے۔[2]

حضرت مولانا اسماعیل سلفی رحمہ اللہ نے اس کتاب میں نہایت اچھوتے انداز میں قرآن مجید سے حجیت حدیث پر بحث فرمائی ہے۔حضرت مولانا نے فلاوربک لا یومنون[3] اور وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا[4] سے استدلال کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ دنیوی حیثیت سے رسول حاکم اور امیر ہے اور اپنے روحانی منصب کے لحاظ سے وہ پیغمبر ہے۔اگر دنیوی حیثیت سے اس کے فیصلہ سے انکار کی صورت میں ایمان کی نفی ہو سکتی ہے تو اس کے روحانی منصب سے اختلاف یا اس کی حجیت سے انکار تو بطریق اولیٰ ایمان کی موت کے ہم معنی ہو گا۔بعض آیات کا حوالہ دے کر مولانا نے بعض نتائج اخذ فرمائے ہیں مثلاً ص 16 کتاب ھذا میں رقمطراز ہیں۔

(1) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کی قبولیت شرط ایمان ہے۔(2) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے بعد ذاتی پسند کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔(3) اگر کوئی اپنی پسند کے لیے اصرار کرے اور اپنی پسند کے مطابق فیصلہ کی سعی کرے تو اس کے لیے ضلال مبین کی وعید موجود ہے۔[5]

مولانا نے ایک بڑی اہم حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے

> "بعض منکرین حدیث نے بڑی عنایت فرمائی ہے کہ حدیث نبوی کو مقدس تاریخی دستاویز قرار دیتے ہیں۔حدیث نبوی کو صرف تاریخی دستاویز کی حیثیت دینا انکار نبوت ہے۔چونکہ سنت کے ان حصوں پر جن میں کچھ تاریخی تذکرے موجود ہیں شاید تھوڑی دیر کے لیے یہ لفظ گوارا کر لیا جائے۔لیکن اوامر ونواہی، ترغیب وترہیب، زہد وورع، اخلاق وعبادات، اذکار وادعیہ پر کیونکر تاریخ کا لفظ بولا جا سکتا ہے۔یہ دھوکہ اور دجل ہے اور ان الفاظ میں نفاق کی بو ہے۔[6]

اس کتاب میں مولانا نے قطعی دلائل سے ثابت کیا ہے کہ حدیث نبوی کے بغیر حلت وحرمت، عبادات اور دیگر دینی معاملات حل نہیں ہو سکتے۔آخر میں مولانا نے ذرا سخت لہجہ استعمال فرمایا ہے کہ "طلوع اسلام" اور اسی قسم کے دوسرے رسائل جس قسم کی دینی تربیت کر رہے ہیں اس کو دین کا نام نہیں دیا جا سکتا۔یہ اس قسم کی آزادی کی تلقین کر رہے ہیں جس کا مقام اسلام تو کجا کسی تنظیم کفر میں بھی نہیں۔ہاں یہ لوگ اشتراکیت کی وسعتوں میں کوچہ گردی کر سکتے ہیں۔ہندوستان میں مغل حکومت کے زوال کے بعد عیسائی مشنری، سوامی دیانند کی آریہ تحریک اور قادیانی نبوت اہل اسلام کے لیے نہایت خطرناک تھی۔علمائے اسلام اور محبّ وطن رہنماؤں نے ان فتنوں کی سر کوبی کے لیے بڑی خدمات سرانجام دی ہیں۔اسی طرح تقسیم ملک سے پہلے اور تقسیم ملک کے بعد یہ فتنہ انکار حدیث بھی بڑے منظّم طریقہ سے حدیث نبوی کے خلاف سازش کر رہا ہے۔لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق ایک مقدس گروہ ہمیشہ "جنود ابلیس" کے مقابل صف آرا رہا اور ان کے حملوں کا کامیاب دفاع کرتا رہا۔یہ انہی حضرات کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ ذخیرہ حدیث بحفاظت تمام موجود ہے اور آج بھی تشنگان علوم نبویہ اس چشمہ صافی اور آب زلال سے اپنی پیاس بجھا رہے ہیں۔

متون حدیث پر جدید ذہن کے اشکالات-ایک تحقیقی مطالعہ از محمد اکرم ورک

اس کتاب میں محقق ڈاکٹر محمد اکرم ورک نے منکرین حدیث، مستشرقین اور جدید پسندوں کے اعتراضات، شبہات کا خالصتاً تحقیقی انداز میں جائزہ لینے کی کوشش کی ہے۔اس کتاب کے آغاز میں دین اسلام میں رسول خدا کا مقام اور منصب،، فتنہ انکار سنت کا آغاز وارتقاء اور فتنہ انکار سنت کا نیا ظہور جیسے عنوانات لکھے گئے ہیں اور اس کے بعد یہ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ہر باب کو ذیلی فصول میں تقسیم کیا گیا ہے گویا کہ اس کتاب کو ایک تحقیقی مقالہ کی صورت میں ترتیب دیا گیا ہے کیونکہ فصول کو ذیلی مباحث میں بھی تقسیم کیا گیا ہے۔

---

[1] اسماعیل سلفیؒ، حجیت حدیث، ص 23۔
[2] اسماعیل سلفیؒ، حجیت حدیث، ص 24۔
[3] النساء: 65۔
[4] الاحزاب: 36۔
[5] مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ، حدیث کی تشریعی حیثیت ص 16۔
[6] مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ، حدیث کی تشریعی حیثیت ص 20۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

باب اول: ذخیرہ حدیث کی حفاظت واستناد سے متعلق روایات کے عنوان سے ہے جس کی فصل اول ذخیرہ حدیث کی کتابیت وتدوین سے متعلق روایات، کتابت حدیث کی ممانعت کی روایات اور کتابت حدیث کی اجازت کی روایات سے متعلق محدثین کے موقف پر مشتمل ہے۔

فصل دوم کا عنوان ذخیرہ حدیث کے استناد سے متعلق روایات ہے۔اس کی ذیلی مباحث حضرت ابوہریرہؓ پر وضع حدیث کاالزام، امام ابن شہاب زہریؒ وضع حدیث کاالزام، ذخیرہ حدیث میں اہل کتاب کی روایات، بنو عباس کے ستحقاق خلافت کے لیے وضع حدیث کاالزام اور صحابہ کی تنقیص کے لیے وضع روایت کاالزام ہیں۔

باب دوم کا عنوان حفاظت قرآن سے متعلق روایات مقرر کیا گیا ہے۔اس میں قرآن مجید میں آیت رجم، قرآن مجید میں آیت رضاعت، قرآن میں لوکان لابن آدم وادیان'' کی آیت، سورۃ اللیل میں تحریف؟، سبعہ احرف اور متن قرآن کی محفوظیت، عہد صدیقی میں جمع وتدوین قرآن کی روایت وغیرہ سے متعلق عنوانات پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔

باب سوم ظاہری تعارض پر مبنی روایات پر مشتمل ہے۔اس کی دو فصول ہیں۔فصل اول کا عنوان باہم متعارض روایات ہے جس میں زانی کے جنت میں داخل ہونے کی روایت، ختم نبوت اور مسیح کی آمد ثانی کی روایات، کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی اجازت اور ممانعت کی روایات، کھڑے ہو کر پانی پینے کے جواز اور ممانعت کی روایات، کتا رکھنے کے جواز اور عدم جواز کی روایات اور واقعہ معراج سے متعلق متعارض روایات نقل کر کے ان پر گفتگو کی گئی ہے۔

فصل دوم کا عنوان قرآن مجید کے ساتھ متعارض روایات سے متعلق ہے۔اس میں زلزلہ قیامت کی ہولناکی سے متعلق روایت، عورتوں سے جماع فی الدبر کی روایت اور حضرت مسیح کی آمد ثانی سے متعلق روایت پر معترضین کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔

باب چہارم کا عنوان سیاست وقضا سے متعلق روایات ہے۔اسے بھی ذیلی فصول میں تقسیم کیا گیا ہے۔فصل اول میں منکرین اور معاندین کے خلاف اقدامات کی روایت، لوگوں سے ہر حال میں جنگ کرنے کی روایت، یہودی سرداروں کے قتل کی روایات، کعب بن الاشرف کے خلاف گوریلا کارروائی، بورافع کے خلاف گوریا کاروائی، خفیہ کارروائیوں کی حکمت اور قبیلہ عسکل وعرینہ کے باغیوں کے قتل کی روایت سے متعلق اشکالات کو دور کیا گیا ہے۔

فصل دوم میں اسزائے رجم کی روایات، یہودی جوڑے کے رجم کی روایات، عہد رسالت میں واقعات رجم کی روایات، ماعزاسلمی کے رجم کاواقعہ، غامدیہ کے رجم کاواقعہ، عسیف کے رجم کاواقعہ اور ایک گمنام آدمی کے رجم کاواقعہ کے عنوانات کے تحت رجم کے موضوع پر استنادی شواہد پیش کر کے شبہات کاازالہ کیا گیا ہے۔

باب پنجم کا عنوان انبیاء کی سیرت سے متعلق روایات مقرر کیا گیا ہے۔اس کی فصل اول میں انبیائے سابقین کی سیرت سے متعلق روایات، حضرت ابراہیم کے کذبات ثلاثہ کی روایت، حضرت ابراہیم کے ختنے کی روایت، حضرت ابراہیم کی طرف شک منسوب کرنے کی روایت، حضرت یوسف کے صبر حوصلہ کی تحسین کی روایت، حضرت موسیٰ کے ملک الموت کو تھپڑ مارنے کی روایت، حضرت موسیٰ کی براءت کی روایت، حضرت موسیٰ کا عریاں حالت میں لوگوں کے سامنے آجانا، حضرت موسیٰ پر فرعون کے ایمان لانے کی روایت، حضرت سلیمان کی سو بیویوں سے مقاربت کی روایت کی وضاحت پیش کی گئی ہے۔

فصل دوم کا عنوان رسول اکرم ﷺ کی سیرت سے متعلق روایات ہے۔اس میں رسول اکرم ﷺ پر جادو کی روایات، ام المومنین حضرت عائشہؓ کی عمر سے متعلق روایات، ابنۃ الجون سے نکاح کی روایت اور حضرت ماریہ مصریہ پر تہمت زنا کی روایت کو بالتفصیل ذکر کیا گیا ہے۔

فصل سوم کا عنوان رسول اللہ ﷺ کی نجی زندگی سے متعلق روایات سے متعلق ہے۔اس میں ازواج مطہرات کا مقام ومرتبہ اور دینی ذمہ داریاں، حالت حیض میں مباشرت کی روایات، ازواج مطہرات سے وجوب غسل کے متعلق سوال کی روایت، حضرت عائشہؓ کے عملاً غسل کر کے دکھانے کی روایت، ازواج مطہرات کے ساتھ اکٹھے غسل کرنے کی روایت اور ایک رات میں تمام ازوج سے مقاربت کی روایت جیسے موضوعات زیر بحث آئے ہیں۔

باب ششم کا عنوان عقل عام اور مشاہدہ سے ظاہری تعارض پر مبنی روایات ہیں جس کی فصل اول میں مشاہدہ وتجربہ کے خلاف روایات ذکر کی گئی ہیں جن میں گرمی کی شدت کو جہنم کا سانس قرار دینے کی روایت، سورج کے عرش کے نیچے سجدہ کرنے کی روایت، علم تولید سے متعلق روایات، مکھی کو پانی میں ڈبو کر نکالنے کی روایت، حضرت آدم کے غیر معمولی طور پر دراز قد ہونے کی روایت، بندروں کے رجم کی روایت، عجوہ کھجور کی تاثیر کی روایت اور کھمبی کے پانی کے آنکھ لیے شفا ہونے کی روایت ذکر کر کے گفتگو کی گئی ہے۔

فصل دوم میں عقل وقیاس کے منافی روایات کے عنوان سے جو روایات ذکر کی ہیں ان میں واقعہ معراج میں نماز کی فرضیت کی روایت، گناہ کی حوصلہ افزائی کی روایت اور گرگٹ کو قتل کرنے کی روایت کے حوالہ سے گفتگو کی گئی ہے۔

فصل سوم کا عنوان ماضی اور مستقبل کی خبروں پر مشتمل روایات سے متعلق ہے جس میں مسجد حرام اور مسجد اقصی کی تعمیر کی روایات، سوال کے بعد دنیا کے خاتمے کی پیش

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

گوئی کی روایت اور قیصر و کسریٰ کی ہلاکت کی پیش گوئی کی روایت نقل کر کے اس پر گفتگو کی گئی ہے اور آخر میں مصادر و مراجع ذکر کر دئے گئے ہیں۔

ابو عمار زاہد الراشدی نے اس کتاب کے پیش لفظ میں کتاب پر کچھ اس انداز سے تبصرہ کیا گیا:

> ’’حدیث و سنت کے بارے میں مستشرقین اور ان کے زیرِ اثر بعض مسلمان اہلِ دانش کی طرف سے اٹھائے جانے والے سوالات اور شکوک و شبہات پر ڈاکٹر محمد اکرم ورک نے بھی قلم اٹھایا ہے جو الشریعہ اکادمی گوجرانوالہ میں ایک عرصہ سے علم و جستجو میں مگن ہیں اور علمی، تحقیقی اور فکری سرگرمیوں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے ہیں۔ انہوں نے جس محنت، نکتہ رسی اور گہرائی کے ساتھ ان سوالات اور شکوک و شبہات کا تجزیہ کیا ہے اور ان کے جوابات دیے ہیں، اس پر وہ داد کے مستحق ہیں اور ان کی یہ علمی کاوش یقیناً بہت سے نوجوان اہلِ علم کے لیے راہنمائی کا باعث بنے گا۔‘‘[1]

سید متین احمد لکھتے ہیں:

> ’’متونِ حدیث پر جدید ذہن کے اشکالات - ایک تحقیقی مطالعہ؛ اس کے مصنف ڈاکٹر اکرم ورک ہیں جو ایک ذی استعداد عالم اور محقق ہیں۔ اس کتاب میں انھوں نے حجیتِ حدیث کے مسئلے کو زیادہ زیرِ بحث لانے کے بجائے ان احادیث پر فرداً فرداً گفت گو کی ہے جن کے متن پر جدید ذہن کو اشکالات ہوتے ہیں اور پھر اس کی بنیاد پر وہ ہماری علمی روایت، محدثینِ عظام کی عظیم کاوشوں اور ذخیرۂ احادیث ہی سے بے زار ہو جاتے ہیں۔ یہ کتاب ایک عمدہ تحقیقی کتاب ہے اور اسے علما کو بھی مطالعے میں رکھنا چاہیے اور جدید ذہن کے دوستوں کو بھی۔‘‘[2]

پیر امین الحسنات شاہ صاحب اس کتاب کی تقریظ میں لکھتے ہیں:

> ’’متونِ حدیث پر جدید ذہن کے اشکالات - ایک تحقیقی مطالعہ؛ میں فاضل مصنف ڈاکٹر محمد اکرم ورک نے منکرینِ حدیث، مستشرقین اور جدیدیت پسندوں کے قسم کے شبہات کا خالصتاً تحقیقی انداز میں جائزہ لینے کی کوشش کی ہے۔ حدیث پر دو طرح کے اعتراضات کئے جاتے ہیں: ایک قسم کے اعتراضات وہ ہیں جو حدیث کی تاریخی، تشریعی اور فنی حیثیت سے تعلق رکھتے ہیں، جبکہ دوسری نوعیت کے اعتراضات کا تعلق حدیث کے متون (Text) سے ہے۔ اس کتاب میں دوسری قسم کے اعتراضات کے حوالے سے دادِ تحقیق دی گئی ہے۔ اور عزیز مصنف نے کتاب میں قریب قریب ان تمام اشکالات کا احاطہ کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے جنہیں پیش کر کے عام طور پر سادہ لوح عوام اور جدید تعلیم یافتہ طبقے کو دھوکہ دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔‘‘[3]

اس کتاب کی تعارفی وضاحت دیتے ہوئے مزید لکھتے ہیں کہ:

> ’’زیرِ نظر کتاب ڈاکٹر صاحب کے بقول حضرت ضیاء الامتؒ کی مایہ ناز کتاب سنت خیر الانام ﷺ کے آخری باب کی توسیع ہے جس میں قبلہ پیر صاحبؒ نے بعض منتخب روایات پر معترضین کے اشکالات کا عالمانہ تجزیہ کیا ہے۔ یہ کتاب دفاعِ حدیث پر ایک گراں قدر تصنیف ہے۔‘‘[4]

یہ کتاب اپنی نوعیت کی منفرد کتاب اور بھرپور علمی کاوش ہے۔ اس کتاب کی انفرادیت یہ ہے کہ اس میں معترضینِ حدیث کی ان تمام روایات کو جمع کیا گیا ہے جن پر کسی نہ کسی طور پر اعتراض کیا گیا ہے اور ان اعتراضات کو دور کرنے کی بھی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ کرنے سے حدیث کا طالب علم اور ایک عام قاری بھی حقیقی مسائل کی جڑ تک پہنچ کی حقیقت کو پا سکتا ہے۔ یہی اس کتاب کی مقبولیت کا سبب بھی ہے۔

انکارِ حدیث: ایک علمی جائزہ[5]

اس کتاب کے مولف ڈاکٹر محمد دین راشد ہیں۔ اس کتاب کو مکتبہ قدوسیہ لاہور نے 2010ء میں شائع کیا۔ یہ کتاب انکارِ حدیث کے رد میں لکھی گئی، لیکن اس میں منکرین

---

[1] ڈاکٹر محمد اکرم ورک، متونِ حدیث پر جدید ذہن کے اشکالات - ایک تحقیقی مطالعہ، (گوجرانوالہ: الشریعہ اکیڈمی، 2012ء)، ص:18۔؛ ماہنامہ الشریعہ، گوجرانوالہ۔ فروری ۲۰۱۲ء۔

[2] https://shauqekitab.blogspot.com/2016/02/blog-post_26.html, retrieved at 12-05-2025, 07:00 PM

[3] ڈاکٹر محمد اکرم ورک، متونِ حدیث پر جدید ذہن کے اشکالات - ایک تحقیقی مطالعہ، ص:16۔

[4] ایضاً۔

[5] ڈاکٹر محمد دین راشد، انکارِ حدیث: ایک علمی جائزہ، (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2010ء)۔

کے دلائل کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔اس کتاب میں منکرین کے دلائل کا تجزیہ کیا گیا ہے اور تاریخی اور عقلی دلائل سے حدیث کی حجیت ثابت کرنا۔اس کتاب کے مولف لکھتے ہیں کہ :

''انکارِ حدیث درحقیقت انکارِ قرآن ہے''[1]

یہ کتاب ردِّ انکارِ حدیث پر ایک علمی تحقیقی مقالہ پیش کرتی ہے۔یہ جدید دور کے چیلنجز کے مقابلہ میں تحقیقی مواد فراہم کرتی ہے۔اس کے صفحات کی تعداد 400ہے۔اس کتاب میں علوم حدیث، علم کلام، معاصر اسلامی فکر اور مستشرقین کے نظریات کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔منکرین حدیث کے دلائل پیش کرتے ہوئے نہایت غیر جانبداری کا مظاہرہ کیا گیا ہے اور ہر دعویٰ کے ثبوت کے طور پر تاریخی شواہد کو روسے اور شکوک وشبہات کے مدلل جواب کی صورت پیش کیا گیا ہے۔

اس کتاب کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں تاریخی نقطہ نظر سے مسئلہ انکارِ حدیث کی سرکوبی کی کوشش کی گئی ہے اور اسے تین ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے پہلے دور میں خوارج سے لے کر جدید قرآنیین تک کا سفر، دوسرے دور میں مستشرقین (گولڈزیہر، شاخت) کے سماجی اثرات اور تیسرے دور میں برصغیر میں سرسید، پرویز اور غامدی کا کردار وغیرہ پر گفتگو کی ہے۔یہ کتاب نظریاتی اعتبار سے حسبنا کتاب اللہ کے دلائل کا تنقیدی جائزہ، تدوین حدیث پر اعتراضات کا علمی محاکمہ اور قرآن وحدیث میں تضاد کے دعووں کی حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔اس کتاب کے مصنف لکھتے ہیں کہ :

''جدید دور کا سب سے بڑا فتنہ یہ ہے کہ لوگ قرآن کو سمجھنے کے لیے اپنی عقل کو کافی سمجھتے ہیں، حالانکہ قرآن ہی نے رسول ﷺ کی اطاعت کو لازم قرار دیا ہے۔''[2]

یہ کتاب درحقیقت جدید دور میں سنت نبوی ﷺ کے دفاع کی جامع دستاویز میں سے ایک ہے۔یہ کتاب نہ صرف منکرین حدیث کے لیے چیلنج ہے بلکہ جدید تعلیم یافتہ مسلمانوں کے لیے رہنمائی کا ذریعہ بھی۔

خلاصہ بحث

برصغیر میں مسئلہ انکارِ حدیث کا زیادہ تر لٹریچر اردو زبان میں پایا جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ انکارِ حدیث کے رد میں شائع شدہ لٹریچر بھی زیادہ تر اردو زبان میں ہی ہے۔انکارِ حدیث کے رد میں اردو مطبوعات مختلف جہات پر مبنی ہیں۔ان کتب کا موضوع علمِ حدیث کی مختلف شاخوں مثلاً تعارف وتاریخ حدیث، تدوین وکتابتِ حدیث، اسنادِ حدیث، متونِ حدیث، حدیث پر ہونے والے اعتراضات کا رد، حدیث کی تشریعی حیثیت اور اہمیت وضرورت وغیرہ پر مشتمل ہے۔احادیث پر معترضین اور منکرینِ حدیث خواہ ان کا تعلق کسی بھی طبقہ سے ہو، ان کے پھیلتے ہوئے نظریات کا جواب دلائل وبراہین، عقلی، سائنسی اور منطقی اعتبار سے دیا گیا ہے۔ہر مصنف نے اپنے فہم اور تحقیق کے مطابق منکرینِ حدیث کے نظریات کی پرزور مذمت کرکے حدیث کا دفاع کیا اور نسل نو کیلئے فہمِ حدیث کے در وا کئے۔ان کتب کے عنوانات میں تفاوت ممکن ہے البتہ ان کا مرکزی موضوع حدیث سے متعلق اشکالات رفع کرنا ہے کیونکہ جن ادوار میں اور جس ماحول میں یہ کتب ترتیب دی گئیں وہاں کا سب سے اہم مسئلہ ہی دفاعِ حدیث تھا۔اس لئے انیسویں صدی سے لے کر اب تک دفاعِ حدیث کے تناظر میں بہت سی کتب ومقالات لکھنے کا اہتمام کیا گیا۔ان کتب کا مطالعہ نہ صرف علم حدیث کے طالب علموں کیلئے مفید ہے بلکہ ہر صاحبِ علم کو جدید دور میں پروان چڑھتے نت نئے شکوک وشبہات میں تمسک بالحدیث کا سامان فراہم کرتی ہیں۔اس مضمون میں انھی کتب میں سے اٹھائیس (28)کا تعارفی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

[1] ڈاکٹر محمد دین راشد، انکارِ حدیث: ایک علمی جائزہ، ص: ۱۲۔
[2] ڈاکٹر محمد دین راشد، انکارِ حدیث: ایک علمی جائزہ، ص: ۳۴۔